تعمیر حیات

پندرہ روزہ

مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۳۴ | ۱۰ اگست ۱۹۹۶ء مطابق ۶ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ | شمارہ نمبر ۱۹

زیر نگرانی :-

مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحب ندوی (نائب ناظم ندوۃ العلماء)

مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس صاحب ندوی (معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء)

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (مہتمم دار العلوم ندوۃ العلماء)

پروفیسر وصی احمد صدیقی صاحب (معتمد مالیات ندوۃ العلماء)

مدیر مسئول :-

شمس الحق ندوی

مجلس ادارت :-

مولانا نذر الحفیظ ندوی، مولانا محمد خالد ندوی

مولانا عبد الرحمٰن ندوی، ڈاکٹر ہارون رشید عبدلی

تعاون

سالانہ ——— ۱۰۰ روپے

فی شمارہ ——— پانچ روپے

بیرونی ممالک فضائی ڈاک :-

ایشیائی، یورپی، افریقی و امریکی ممالک

——— ۲۵ ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک :-

بحری ڈاک جملہ ——— ۱۰ ڈالر

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے، لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ سو روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

گذارش

خط و کتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کیساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں، خریداری نمبر ہر ہفتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے۔ ——— مینیجر

خط و کتابت کا پتہ

مینیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 یوپی

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت و نشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں

پرنٹر پبلشر شاہد حسین نے پارکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت و نشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا

حامد

Regd No. LW/NP56
Fax No.: (0522)330020

FORTNIGHTLY

Principal off : 372336
Guest House : 323864

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (India) Rs. 5/-

آپ کی خدمت میں جدید و دلکش

سونے چاندی کے زیورات کیلئے

ہمارا نیا شوروم

گہنہ پیلس

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں

ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

فون نمبر ۲۶۰۴۳۳

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ خوشبودار عطریات، عمدہ و اعلیٰ قسم کے روغنیات و عرق کیوڑہ، عرق گلاب و دیگر عطریات کی ——

ایک قابل اعتماد دوکان۔ ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

IZHAR AHMAD & SONS PERFUMERS CHOWK, LUCKNOW-3

SHOP. 241176
RES. 268898

خط و کتابت کا پتہ

اظہار احمد اینڈ سنس پرفیومرس، چوک لکھنؤ

چشمہ ساگر

جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے۔

AUTO REFRCCTO METER AR.8 60

فوٹو کرومک، کوٹیڈ لینس، ہائی انڈکس ریزی لینس، فینسی یا درد و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام۔

——— ایک بار خدمت کا موقع دیں ———

آپٹیشین۔ اے۔ رحمٰن (علیگ)

شنکر جی کی مورتی کے نزدیک، ہضرت گنج۔ اظلم گڑھ

منو کے نورانی تیل کی خاص پہچان

لیبل پر لائسنس نمبر U-18/77 اور کیپ کے اوپر MAU CITY دیکھ کر خریدیں

نورانی تیل

درد، زخم، چوٹ، کٹنے جلنے کی مشہور دوا

انڈین کیمیکل کمپنی، منوناتھ بھنجن (یوپی)

تعمیر حیات میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

اس شمارے میں

۱۔	درس حدیث	ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی	۲
۲۔	وقت کا فرمان (اداریہ)	ع۔ع۔ن	۵
۳۔	مجدد الف ثانی وشاہ ولی اللہ رح	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۷
۴۔	پریس کا معاندانہ رویہ	مولانا واضح رشید ندوی	۱۳
۵۔	امریکہ میں اسلام کا مستقبل	محمد عاصل عثمانی (مکہ مکرمہ)	۱۶
۶۔	علم عطیہ ربانی ہے	مولانا محمد خالد ندوی	۱۹
۷۔	انسانیت کا فطری رخ	مولانا عبداللہ حسنی ندوی	۲۲
۸۔	ایک قدیم ندوی مولانا فضل الرحمان رح	مولانا محبوب الرحمان ازہری	۲۴
۹۔	اسکولوں کے نصاب تعلیم	ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی	۲۷
۱۰۔	سوال وجواب	محمد طارق ندوی	۲۸
۱۱۔	عالمی خبریں	سعید اشرف ندوی	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی =/۱۰ روپئے کے حساب سے زرضمانت پیشگی روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کالمی فی سینٹی میٹر =/R.20
۲۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۳۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ
Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O.Box No. 842
MADINA MUNAWWARAH -(K.S.A.)

برطانیہ
Mr. M. AKRAM NADWI
O.c.i.S.
St. CROSS COLLEGE
Oxford OX1 3TU - U.K.

ساؤتھ افریقہ
Mr. M. YAHYA SALLO NADVI Sb.
P.O.Box No. 388
Vereniging
(S.AFRICA)

قطر
Mr. ABDUL HAI NADVI Sb.
P.O.Box No. 10894
DOHA - QATAR

دبئی
Mr. QARI ABDUL HAMEED NADVI Sb.
P.O.Box No. 12525
DUBAI -(U.A.E.)

پاکستان
Mr. ATAULLAH Sb.
Sector A-50, Near Sau Quater
H. No. 109 Town Ship Kaurangi
KARACHI-31 (Pakistan)

امریکہ
Dr. A. M. Siddiqui Sb.
98- Conklin Ave
Woodmere
New York 11598 -(U.S.A.)

اداریہ

وقت کا فرمان

صوبہ بہار کے سابق وزیر اعلا پر ان کے سیاسی حریفوں نے آخر فتح پالی۔ ایک بڑے جوڑ توڑ کے ماہر سیاسی پہلوان کو سی بی آئی کے ججوں نے چت کر دیا، "ٹائمس آف انڈیا (۲ راگست ۹۷) کے ایک کالم نویس، جن کا نام ذرا ئیڑھا سا ہے، بہر حال ہجے کی مدد سے نقل کر رہا ہوں" ویدیا سبراہ مانی نام" نے بہت چبھتے فقروں میں لالو پرشاد یادو کا ذکر کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ لالو نہ تو مجرم ہیں اور نہ بری، کون کیا ہے؟ اگر اس کی فہرست تیار کی جائے تو موصوف کا نام آخر میں آئے گا، اگر بد عنوانی میں لالو پرشاد یادو کو پھانسی پر لٹکایا جاسکتا ہے تو ان سے پہلے ایسے بڑے لوگوں کی طویل فہرست ہے جن کو پھانسی دی جا چکی ہوتی، ابتدا تو ۱۹۵۶ء میں ہو گئی تھی جب سوا کروڑ روپئے کے خرد برد میں ٹی ٹی کرشنا مچاری مندھرا شیئر اسکینڈل کے سلسلہ میں نامزد ہو چکے تھے، نگروالا کا اندرا گاندھی سے بڑی رقم کا لینا جس کا کوئی سراب تک نہیں ملا، بوفورس کے کیس میں راجیو گاندھی کا دخل۔ ہرشد مہتا اور ایک ہزار کروڑ کا اسٹاک جے للیتا کی پچناہ دولت، سکھ رام کی نقدیاں" خود سابق وزیر اعظم کے خلاف دھوکہ دہی، جعل سازی، ووٹ کی خریداری کے مہینہ الزامات مگر پھر بھی ان کو پیشگی ضمانتیں ملتی رہیں اور (جب تک صندل کی لکڑیوں کے ساتھ ان کے پھول دریا برد نہیں ہوتے ان پر الزامات کی تحقیق جاری رہے گی) لالو بھی اسی قبیل کے مرد میدان تھے، مگر ان کے مخالفین کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔

لیکن یہ سب تو ہوتا ہی رہتا ہے، گرے ہوئے ابھرتے ہیں اور ابھرے ہوئے گرتے ہیں، یوم لك ویوم علیك (ایک دن تمہارے لئے ساز گار ہے دوسرا منحوس و ناسکار ہے) دیکھنے کی بات کچھ اور ہے، ایک ملک کا سربراہ، اقتدار اعلیٰ کا مالک وزیر اعظم ہی ہوتا ہے، اس عامہ کا سب سے بڑا محافظ وہی ہوتا ہے، اسی سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ملک کی دولت کو تہس نہس ہونے سے بچائے گا۔ عوام اس سے انصاف طلب کرتے ہیں۔ اگر وہ دھوکہ دہی، غبن، رشوت دہی کا مجرم ثابت ہو جائے تو جعل سازی کا معمولی سودا کرنے والوں، جیب کتروں اور لٹیروں کو سزا دینے کا کیا جواز رہ جاتا ہے؟ فرق دونوں میں ہے تو یہی کہ وزیر اعظم، وزیر اعلیٰ بڑی ذات کے لوگ ہیں، لاکھوں کیا کروڑوں پر حکومت کرتے ہیں، کروڑوں اور اربوں کی تعداد میں روپیہ اور ڈالر سے کھیلتے ہیں۔ ایوان حکومت میں داد عیش دیتے ہیں اور یہ معمولی قسم کے چور نیچ ذات کے افراد ہیں تو ملکانوں میں رہتے ہیں، ادھر ادھر سر چھپائے پھرتے ہیں، نہ اخبارات کو بیان دیتے ہیں اور نہ ان کی آب و تاب سے تصویریں شائع ہوتی ہیں۔ غرض وہ حاکم چور ہیں اور یہ محکوم چور ہیں، ایک کے لئے فیصلہ کرتے وقت عدالت عالیہ کا قلم تھراتا اور کانپتا ہے دوسرے کے لئے ہتھکڑیاں پیروں کی بیڑیاں اور طویل المیعاد عرصے کے لئے جیل کی کوٹھریاں تجویز ہوتی ہیں۔

خیر اس کو بھی نظر انداز کیجئے۔ اگرچہ یہ بات نظر انداز کئے جانے کے لائق نہیں ہے۔ لیکن ہم کیا اور ہماری آواز ہی کیا۔ ایک دینی پرچہ میں شائع ہوئی گویا سینے میں گھٹ کر رہ گئی، ہاں ہم میں جو لوگ آزاد خیال "پروگریسو" نہیں بنے ہیں اور اس زمانہ میں بھی خدا اور رسول کے ماننے والے اور قیامت کے حق ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے لئے چشم کشا حقیقت بے نقاب ہو کر سامنے آگئی ہے۔

اخبارات سے معلوم ہوا کہ جب لالو پرشاد یادو صاحب خود سپردگی کے لئے عدالت پہونچے تو ان کو بیٹھنے کی اجازت نہیں دی گئی ۴۵ منٹ تک سر جھکائے، نگاہیں نیچی کئے کھڑے رہے۔ (بعد میں بیٹھنے کی اجازت دی گئی) قیامت کے روز مجرموں کی جو کیفیت ہوگی

اس کا ایک ہلکا سا نقشہ دیکھ لیجئے۔

"خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ"

ان کی آنکھیں (مارے شرم کے) جھکی ہوں گی، ان کے چہروں پر ذلت چھائی ہوگی۔

(القلم - ۴۳)

یہی نہیں ان کے حریف پکار پکار کر کہہ رہے ہیں "خُذُوهُ فَغُلُّوهُ" اس کو پکڑو اور (آہنی) طوق اس کی گردن میں ڈالو۔ سوچئے آج آپ مجرموں کے کٹہروں میں کس کو دیکھ رہے ہیں، یہ وہی تو ہیں جن کی بخت آوری پر لاکھوں رشک کرتے تھے، یہ جب بات کرتے تو لوگوں کو ایسی اچھی لگتیں کہ سب ان کی طرف کان کھڑے کر لیتے ان یقولوا نسمع لقولھم اور جب اپنی راج چوکی پر بیٹھتے تو ایسا لگتا کہ ایک ڈھلا ڈھلایا مجسمہ ہے "کأنھم خشبٌ مسندۃ" کی تفسیر سامنے ہے۔

آج اسی زمانہ میں جو تاریخ کا کوئی حادثہ یا اگلے وقتوں کا افسانہ نہیں ہے بلکہ چند برسوں اور مہینوں میں پھیلی ہوئی کہانی ہے۔ جو ہر ایک کو زبانی یاد ہے، اس کو دیکھئے اور آنے والے دن کی سنگینی کو یاد کیجئے جس کا آنا اٹل ہے، اس دن کتنے راؤ اور لالو اور ان سے بڑھ چڑھ کر دادِ عیش دینے والے اور دنیا میں اپنی واہ واہ کرانے والے ہوں گے، کتنے حضور و سرکار، عالی جناب و جہاں پناہ صف استادہ ہوں گے جو:

"مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُؤُسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ"

پھٹی پھٹی نگاہیں اوپر کی طرف ٹنگی ہوئی نظریں اپنی طرف دیکھنے کا بھی یارا نہیں، بالکل بدحواس و بدحال۔

دنیا کے حوادث، قیامت کی ہولناکیوں کی نسبت سے اس درجہ حقیر ہیں جیسے آفتاب کے سامنے جگنو۔ اور سمندروں کے مقابلہ میں قطرۂ شبنم

لیکن یہ حقیر و پائیدار، عارضی اور ہر لمحہ بدلنے والے حالات بھی آنکھ کھولنے کے لئے کافی ہیں اور یہ قدرت کی طرف سے فراہم کردہ نشانیاں ہیں جن سے ہم دامن کشاں گزر جاتے ہیں۔

"وَكَاَيِّنْ مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ"

اور بہت سی نشانیاں ہیں آسمانوں اور زمین میں جن پر ان کا گزر ہوتا ہی رہتا ہے مگر وہ ان کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

(یوسف ۱۰۵)

مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ

ماں کی فرمانبرداری کا ایک بے مثال نمونہ

کوئی درویش نہیں، کوئی عالم فاضل نہیں، انگریزی تعلیم یافتہ اور سوٹ پوش نام نواب جمشید علی خاں[1] باغپت ضلع میرٹھ کے رئیس مسلمانوں کے ہر کام میں پیش پیش اسٹیٹ جج کمیٹی کے صدر، غالباً سنی وقف بورڈ کے بھی صدر۔ صوبہ اسمبلی کے ممبر۔ ادھیڑ سن کے ہو چکے تھے۔ لیکن ماں کے اب تک تابعدار اور اپنے کو ماں کا محکوم اور خدمت گذار بنائے ہوئے جیسے بچپن میں کبھی واقعی ان کے محتاج تھے! ماں سے زبان لڑانا الگ رہا۔ الٹے ان کے آگے سر جھکائے ہوئے۔ ان کے اشارے کو اپنے حق میں فرمان سمجھتے ہوئے۔ اپنے کپڑوں کی ضرورت ہوتی تو انھیں سے فرمائش کرتے جیسے بچپن میں کبھی کرتے رہتے تھے۔ اور جب ان کا حکم ہو جائے، جبھی کپڑے بناتے! — اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ماں جب کبھی ناخوش ہو جاتیں تو مار تک بیٹھتیں۔ اور یہ اسی طرح چپ چاپ مار کھا لیتے۔ جس طرح بچپن میں کبھی مار کھا لیتے تھے۔! جواب دینا اور مقابلہ کرنا الگ رہا۔ معصومیت سے سر جھکائے ۳۵ اور ۴۰ اور ۴۵ سال کے سن میں اس طرح مار کھا لیتے جیسے کبھی ۵-۶ سال کے سن میں کھائی تھی۔ ایسی کوئی مثال اس بیسویں صدی میں بھی موجود ہونے کا یقین ہی نہیں آتا تھا اور جب یقین آگیا تو دل نے اپنے بے تامل فتویٰ دے دیا کہ ایسے شخص کے جنتی ہونے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے! اس ارشاد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اپنا ایمان برائے العین ثابت کر دیا۔ ع "جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے"

(ماخوذ۔ از: معاصرین)

[1] متوفی ۱۹۵۷ء

عمدہ کاغذ، رعایتی قیمت، بہترین سائز۔
حرمین
اردو کاپی
NOTE BOOK
ملنے کا پتہ:
مکتبۃ الحرمین مسجد مرکز والی ڈاکٹر بی این ورما روڈ امین آباد لکھنؤ۔
مذکورہ بالا پتے سے تعمیر حیات جاری کرا کے رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ صبح ۹ بجے سے رات ۸ بجے تک
فون نمبر: ۲۱۷۹۵۶

دارالعلوم ندوۃ العلماء ترجمان ہے

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے فکر کا

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

ذیل کا فکر انگیز مضمون مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ کی وہ تقریر ہے جو ۳۰ جون ۱۹۹۷ء کو دارالعلوم کی مسجد میں طلباء کے سامنے کی گئی اب افادہ عام کی غرض سے ہم ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں ادارہ مولانا نذر الحفیظ صاحب ندوی ازہری کا شکر گزار ہے کہ انھوں نے ..... اس تقریر کو جسے فیصل احمد بھٹکلی نے نقل کیا تھا۔ نظر ثانی کی اور دیگر عنوانات قائم کیے۔

(ادارہ)

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم باحسان ودعا بدعوتھم الی یوم الدین۔ امابعد۔

میرے عزیزو! فرزندان دارالعلوم ندوۃ العلماء کوئی عملی بات، مخلصانہ مشورہ، ہدایت اور نصیحت انفرادی طور پر کی جاتی ہے تو اس کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے اور اثر بھی زیادہ ہوتا ہے لیکن اگر یہی باتیں جلسۂ عام میں کی جاتی ہیں تو جتنا مجمع زیادہ ہوتا ہے اسی اعتبار حصہ رسد کم ہو جاتا ہے۔ اندیشہ ہے کہ آپ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ ایک عام تقریر ہے جو جلسۂ عام میں کی جا سکتی تھی کسی پبلک ہال میں کی جا سکتی تھی تو ہم آپ سے یہ درخواست کریں گے کہ آپ یہ نہ سمجھیں بلکہ یہ سمجھیں کہ جیسے آپ پانچ، سات، دس آدمی ہمارے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمیں مشورہ دیجئے کہ ہم دارالعلوم کے نظام تعلیم، اس کے نصاب درس، یہاں کے اساتذہ اور علمی ماحول سے کیسے فائدہ اٹھائیں، ہم اپنی زندگی کو کس رخ پر ڈالیں اور کن مقاصد کو ہمیں اپنانا چاہیے۔ دارالعلوم کے مطالبات اور تقاضے کیا ہیں، ہم اپنی استعداد کیسے پختہ کریں تاکہ دور جدید کے فتنوں کا مقابلہ کر سکیں — آپ نے ہم سے عزیزانہ، سعیدانہ اور فرزندانہ طریقہ پر سوال کیا۔ جیسے آپ رائے بریلی یا یہاں کے مہمان خانہ میں ہم سے سوالات کرتے ہیں ہم بھی آپ سے اسی طرح باتیں کریں گے۔ آپ بھی ان باتوں کو اسی طرح سنیئے گا۔ اسی کان سے سنیئے گا۔ اسی دل سے قبول کیجئے گا۔

دارالعلوم کی بنیاد اور اس کی علمی و فکری ترقی کا معیار کیا ہے

عزیزو! پہلی بات آپکو یہ معلوم ہونی چاہیے کہ آپ جس دارالعلوم میں پڑھ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جس ادارہ میں آپ کو پڑھنے کا موقع دیا اور شرف بخشا ہے اس کی بنیاد کیا ہے اس کی علمی و فکری ترقی کا معیار کیا ہے؟

تاریخ کے ایک مصنف اور دارالعلوم ندوۃ العلماء سے تعلیمی فکری ہی نہیں بلکہ خاندانی تعلق کی بنیاد پر کہتا ہوں اور اس بناء پر کہتا ہوں کہ ندوۃ العلماء کے بانیوں کے حالات سے الگ الگ واقف ہوں۔ ایک ایک کے مسلک، ایک ایک کے مقاصد اور ایک ایک کی فکر سے واقف ہوں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ دارالعلوم ندوۃ العلماء ہندوستان کی دو عہد ساز شخصیتوں کے مدرسۂ فکر پر قائم ہوا ہے۔ ایک حضرت مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندیؒ، دوسرے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یہ دو اس کے اصل بانی، اس کے روح رواں، اس کے رہبر اور معیار ہیں اس کی علمی ترقی کا بھی معیار ہیں۔ اور اس کے فکری ارتقاء کا بھی معیار ہیں اور اس فکر کی اشاعت اور جد و جہد کا بھی معیار ہیں۔

اس دارالعلوم کے اصل بانی دو شخصیتیں ہیں ایک مجدد الف ثانیؒ دوسرے حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ۔

یہی دو اس کے روح رواں اس کے رہبر اور معیار ہیں۔ اس کی علمی اور فکری ارتقاء کا معیار بھی یہی دونوں ہیں"

وہ ہندی سرمایۂ ملت کا نگہبان:

حضرت مجدد الف ثانیؒ وہ ہیں جنھوں نے پورے برصغیر میں انقلاب برپا کر دیا جن کے مکاتیب آپ کو پڑھنا چاہیے۔ ہم آپ کو مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں کہ یہیں یا یہاں سے نکلنے کے بعد ان کے مکتوبات پڑھیں اب ہندوستان میں بہت کم لوگ رہ گئے ہیں جو ان کے مکتوبات سے فائدہ اٹھاتے ہیں، خدا آپ کو اس کی توفیق دے کہ آپ ان کے مکتوبات پڑھیں یا کم از کم یہاں کے زمانۂ قیام میں تاریخ دعوت عزیمت کا چوتھا حصہ

پڑھیں جو خاص انھیں کے حالات کے ساتھ مخصوص ہے
اقبالؔ نے بہت صحیح ان کا تعارف کرایا ہے ؎
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جن کے نفس گرم سے ہے گرمیٔ احرار

یہ وہ مجدد صاحب ہیں جو بدعت حسنہ کے بھی قائل نہیں، میں آپ کو ان کے ایک مکتوب کا اقتباس سناتا ہوں۔ جس میں دین کی حمیت اور توحید خالص کے بارے میں ان کی غیرت وحساسیت اتنی ہے کہ اس درجہ کی تحریر (بغیر کسی تنقیص کے) امام ابن تیمیہ اور ابن قیم کے یہاں بھی نہیں ملتی

ایک صاحب شیخ عبدالکریم کمبھی تھے جو یہ کہتے تھے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کلیات کا علم تو رکھتا ہے مگر جزئیات کا نہیں، حضرت مجدد صاحب کو کسی نے یہ جملہ لکھ دیا جو ظاہر ہے اہلسنت کے عقیدہ اور اجماع امت کے خلاف تھا حضرت مجدد صاحب نے اس کے جواب میں جو طاقتور خط لکھا اس کی نظیر نہیں ملتی۔

فرماتے ہیں: مخدوما! ایں فقیر تاب استماع ایں چنیں کلمات نہ دارد و بے اختیار رگ نار قیم در حرکت می آید، شیخ عبدالکریم یمنی باشد یا محی الدین بن عربی، مارا محمد عربی در کار است نہ ابن عربی فتوحات مدینہ از فتوحات مکیہ مستغنی ساختہ اند، مارا بہ نص کار است نہ بہ فص"

حضرت شیخ محی الدین بن عربی جن کے ذریعہ وحدۃ الوجود کا عقیدہ تمام دنیا میں پھیلا اور بڑے بڑے عارفین باللہ اور بڑے بڑے مشائخ اس کے قائل ہی نہیں اس کے داعی بلکہ اس پر مُصر تھے ان کی دو کتابیں ہیں ایک فتوحات مکیہ ہے جس میں انھوں نے وحدۃ الوجود کے عقیدہ کی صاف صاف تبلیغ کی ہے اور اس کو پیش کیا ہے۔ دوسرے فصوص الحکم۔

فرماتے ہیں مخدوما! اس طرح کی باتوں کے سُننے کی میرے اندر تاب بھی نہیں۔ بے اختیار میری رگ نار وقیم حرکت میں آجاتی ہے، شیخ عبدالکریم یمنی ہوں یا محی الدین عربی ہمارے لیے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اسوہ اور قدوہ ہیں، ہمیں فتوحات مدینہ نے فتوحات مکیہ سے مستغنی کر دیا ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، آپ کی سنت اور آپ کے ارشادات کے سامنے ہمیں فتوحات مکیہ کی ضرورت نہیں، ہمیں نصوص سے کام ہے فصوص سے نہیں۔

یہ سب مجدد صاحبؒ کا فیض ہے

جس وقت ہندوستان کے تخت پر ۱۵۶۴ء میں اکبر بیٹھا ہے، اسلام کی آمد پر ایک ہزار سال ہو رہے تھے۔ ایرانیوں نے ایک گہری سازش کی کہ پوری دنیا کو یہ باور کرائیں کہ اسلام اور دین محمدیؐ کا دور ختم ہو گیا۔ اس جماعت نے یہ اصول اکبر کے ذہن نشین کرا دیا کہ ہر مذہب کی عمر ایک ہزار سال ہوتی ہے، یہودیت ہزار سال رہی پھر ختم ہو گئی۔ عیسائیت ختم ہو گئی پھر اسلام آیا اب اس کو ایک ہزار سال ہو رہے ہیں۔ اس جماعت نے اپنی ذہانت سے سمجھا کہ اس بات کو قبول کرنے اور اس کو پوری طاقت سے نافذ کرنے والا وہ ہو سکتا ہے جو زیادہ پڑھا لکھا اور متشرع نہ ہو، اس جماعت نے اکبر کا انتخاب کیا جس کی سمجھ میں ان کی یہ بات آگئی اور وہ الحاد کے راستہ پر پڑ گیا وہ برہمنوں پنڈتوں اور علماء کو جمع کرا کے بحث کرواتا تھا پھر لادینیت کو تسلیم کیا جاتا تھا ایسے نازک وقت میں مجدد صاحبؒ اور ان کا خاندان سامنے آتا ہے۔ اس خاندان نے اس ملک کو اس فتنہ اور فساد اور خطرہ سے محفوظ کر دیا کہ یہاں لادینیت کا دور دورہ ہو جائے اور اسلام کا رشتہ اس ملک سے کٹ جائے اور دینی حس ختم ہو جائے۔

میں آپ سے صاف کہتا ہوں اور خانۂ خدا میں بیٹھ کر کہتا ہوں کہ آج اسلام اس ملک میں حضرت مجدد صاحبؒ کی وجہ سے ہی زندہ ہے۔ اسلام اپنی اصلی شکل میں بچا ہے وہ محدود شکل میں کیوں نہ ہو اور چاہے اس کو مصیبتیں اور مخالفتیں برداشت کرنی پڑتی ہوں) موجود ہے بہت سے عرب ممالک میں اس طرح نہیں ہے، ہندوستان میں بہت سے عرب ملکوں سے زیادہ اسلام، اتباع سنت وشریعت اور دینی غیرت وحمیت کے ساتھ موجود ہے اور محفوظ ہے۔

مولانا حبیب الرحمان خاں شیروانی نے ایک بار فرمایا کہ لوگ اس تاریخی حقیقت پر غور نہیں کرتے، سرسری انداز میں گذر جاتے ہیں کہ عام طور پر جب بادشاہ جاہل ہو، مخالف دین ہو اس میں کوئی خرابی ہو تو اس کے بعد اس کا جو جانشین آتا ہے وہ اس سے بدتر ہوتا ہے وہ اس میں اپنی سعادت سمجھتا ہے کہ اپنے والد اور بادشاہ کے طریقہ پر قائم رہے لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ اکبر کے بعد جب جہانگیر ہوا تو وہ اس سے بہتر ہوا۔ دین پر قائم رہا اور بعد میں حضرت مجدد صاحبؒ کا معتقد بھی ہو گیا تھا پھر جہانگیر کے بعد شاہجہاں ہوا تو اس سے بہتر تھا، وہ جب تخت طاؤس پر بیٹھا جو بڑے فخر کی بات تھی تو وہ اتر گیا، نماز پڑھی اور سجدہ کیا اور کہا کہ فرعون بڑا کم عقل اور کم ظرف تھا کہ مصر کے تخت پر بیٹھا اور خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا میں تخت طاؤس پر بیٹھ کر سجدہ کرتا ہوں شاہجہاں کے بعد اورنگ زیب عالمگیر ہوا جن کو ہمارے فاضل دوست وادیب شیخ علی الطنطاوی چھٹے خلیفہ

راشد سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد پورے عالم اسلام میں عالمگیر جیسا متبع سنت، صاحب حمیت اور اسلامی قانون اور اسلامی شریعت کا جاری کرنے والا پیدا نہیں ہوا۔ اس میں جو راز ہے وہ یہ کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کا خاندان اندر اندر کام کر رہا تھا اور متاثر کر رہا تھا حضرت خواجہ معصوم سرہندی جو حضرت مجدد صاحبؒ کے سب سے معتمد علیہ فرزند تھے۔ اور جن سے ان کا سلسلہ پھیلا ہے وہ عالمگیر کو شہزادگی کے دور میں جب خط لکھتے تو انھیں شہزادۂ دیں پناہ سے خطاب کرتے ان ہی کی وجہ سے یہ دین محفوظ رہا۔

اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ دار العلوم ندوۃ العلماء جب تک رہے گا۔ اور اگر خدا کو اس کی حفاظت مطلوب اور محبوب ہے اور یہ موجود رہے گا تو حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے راستے پر رہے گا۔ اگر ان دونوں کے راستے سے ہٹا تو یہ دار العلوم وہ دار العلوم نہیں ہوگا جس کی بنیاد حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ مولانا سید ظہور الاسلام فتحپوری، مولانا سید عبدالحی رائے بریلوی، مولانا خلیل الرحمان صاحب سہارنپوری، منشی اطہر علی کاکوروی اور مولانا شبلی نعمانیؒ نے ڈالی تھی۔ یہ بات آپ یاد رکھئے کہ یہ دار العلوم حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ کے راستے پر ہے۔

چار امتیازی خصوصیات

عزیزو! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان دونوں حضرات کے طریقۂ عمل، ان کی دعوت ان کی تحریک اور ان کی جدوجہد کی چار امتیازی خصوصیات ہیں۔

۱۔ عقیدۂ اسلام:۔ سب سے پہلے اس اسلامی عقیدہ کو پورے طور پر قبول کر لینا جو صحابہ کرام کا عقیدہ تھا، جو تابعین عظام، ائمہ اربعہ اور مجتہدین ومصلحین کا عقیدہ تھا۔

۲۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر فہم دین کا ہونا ضروری ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے درجہ کے مطابق، علماء ہوں تو اپنے درجہ کے مطابق عوام ہوں تو اپنے درجہ کے مطابق، مفکرین، محققین اور مصنفین ہوں تو اپنے درجہ کے مطابق دین کا فہم اس معیار سے حاصل کرے۔

۳۔ تیسری بات ہے اشاعت دین، یعنی اس دین کی اشاعت وتبلیغ کی جائے۔

۴۔ اور چوتھی بات جو ان دونوں حضرات کا خاصہ ہے وہ "حمیت دین" اور حمایت دین ہے بہت سے ایسے حضرات ہیں ہم ان کی قدر کرتے ہیں احترام کے ساتھ ہم ان کا نام لیتے ہیں، ان کے یہاں اشاعت دین کا جذبہ تھا۔ لیکن وہ چیز جس کو دینی غیرت اور حمیت کہتے ہیں۔ وہ ان کے یہاں یا کم از کم ان کے حالات میں زیادہ نمایاں نہیں معلوم ہوتے ان دونوں حضرات کی خصوصیت یہ ہے کہ اشاعت دین کے ساتھ حمیت بھی تھی، یہ بہت اہم چیز ہے کہ دین مخالف اور اس کے منافی کوئی چیز برداشت نہ ہو، اس کی نیند اڑ جائے، کھانا پینا بھول جائے اور اس کو ایک سخت کرب اور شدید درد لاحق ہو جائے۔ یہ بات اور حضرات میں تھی۔ لیکن ان دو حضرات میں سب سے نمایاں تھی۔

شاہ ولی اللہ کی خصوصیت اور ان کے کارنامے

حضرت شاہ صاحب نے ہماری محدود معلومات کے مطابق سب سے پہلے ہندوستان میں حدیث شریف کی تدریس کا سلسلہ شروع کیا وہ حجاز گئے، اور وہاں یمنی اساتذہ سے انھوں نے حدیث پڑھی اور اس کی سند حاصل کی پھر یہاں آکر انھوں نے حدیث کا درس شروع کیا، ہماری محدود معلومات کی حد تک صحاح ستہ کی تدریس کا رواج اس سے پہلے ہندوستان میں نہیں تھا۔ یہ کام حضرت شاہ صاحب نے شروع کیا۔ آپ کسی عالم سے حدیث پڑھئے اور سند کیجئے تو یہ سلسلہ شاہ ولی اللہ تک پہنچتا ہے، پھر اور یمنی اور حجازی سلسلہ ہے خاص طور سے صحیحین کا درس، پھر ان کی شرح وتخشیہ کا کام اور ان کی خدمت۔

ان کا دوسرا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے قرآن مجید کے تراجم کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ بات شاید بہت سے لوگوں کے لئے انکشاف ہوگی کہ یہاں کے علماء قرآن مجید کے یہاں کی زبانوں میں ترجمے کو انتہائی خطرناک سمجھتے تھے۔ اس کی دو وجہ تھی ایک تو یہ کہ وہ جو اہل ہوس تھے وہ سمجھتے تھے کہ اس سے ہماری فرمانروائی چلی جائے گی، ہماری سرداری اور ہمارے مطاع ہونے کی جو حیثیت ہے اور ہماری بات کو اللہ ورسول کی بات کی طرح لوگ سمجھتے ہیں ہماری یہ حیثیت ختم ہو جائے، ہماری خیریت اسی میں ہے کہ قرآن مجید کا ترجمہ یہاں کی زبانوں میں نہ ہو ایسے دنیا پرست علماء قرآن مجید کے ترجمے کو گمراہت بتاتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

شاہ صاحب نے اس کی طرف توجہ کی ان کے دونوں صاحبزادوں نے اردو میں ترجمے کئے ایک شاہ رفیع الدین کا ترجمہ جو لفظی ہے اور ایک شاہ عبدالقادر صاحب کا ترجمہ جو بے نظیر ہے اس میں خاص اللہ تعالیٰ کی مدد معلوم ہوتی ہے، اگر وقت ہوتا تو میں تفصیل سے آپ کو مثالیں دیکر بتاتا۔

یہاں صرف دو مثالیں دیتا ہوں، قرآن مجید

میں ہے۔ قالوا بعزۃ فرعون انا لنحن الغالبون۔ زمخشری جیسے مفسر کو بھی عزۃ کا مفہوم ادا کرنے میں دشواری پیش آئی ہے عام طور پر اس کا ترجمہ فرعون کی عزت، فرعون کا غلبہ کے الفاظ سے ادا کیا جاتا ہے، شاہ صاحب جو دہلی کے رہنے والے تھے وہ درباری زبان سے واقف تھے اور محاوروں کو بھی جانتے تھے وہ خود فرماتے تھے کہ جب کسی آیت کا ترجمہ سمجھ میں نہیں آتا تو بازار چلا جاتا تھا، لوگوں کی باتیں سنتا کہ وہ کس طرح اس مفہوم کو ادا کرتے ہیں۔ شاہ صاحب نے بعزۃ فرعون کا ترجمہ اس طرح کیا ہے: فرعون کے اقبال سے ہم ہی غالب ہوں گے۔ درباریوں اور خوشامدیوں کی زبان ایسی ہی ہوتی ہے۔

شاہ صاحب نے اپنے ترجمے میں سوقئے آھنگ کا بھی خیال رکھا ہے فدمرناھا تدمیرا۔ کا ترجمہ انھوں نے پٹڑا کر دیا کے الفاظ سے کیا ہے۔ اسی طرح ان ھولاء متبر ماھم فیہ وباطل ماکانوا یعملون کی آیت میں متبر کا لفظ ہے اس لفظ کو ادا کرنے کے لیے دس لفظ لائے جا سکتے ہیں مثلاً ہلاک ہونے والا، ختم ہو جانے والا، ٹوٹ جانے والا، تباہ و برباد ہو جانے والا لیکن قرآن مجید نے حالات کا لحاظ کر کے شدید لفظ استعمال کیا ہے۔ تاکہ کان پر بھی اثر پڑے اور دماغ پر بھی اثر ہو۔ حضرت موسیٰ نے جلال کے عالم میں یہ لفظ فرمایا جس کے معنی ہیں جھاڑو پھیرنے والے، ڈھیر ہو جانے والے

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا تیسرا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے توحید خالص پر بہت زیادہ زور دیا۔ ان کے پوتے حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہید نے کتاب تقویۃ الایمان لکھی جس سے زیادہ صاف اور واضح اور طاقتور کتاب توحید کے موضوع پر ہمارے علم میں نہیں۔ اس کتاب کے بارے میں مولانا رشید احمد گنگوہی کہتے تھے کہ اس سے ہزاروں نہیں لاکھوں لوگوں کو ہدایت ملی ہے۔ حضرات علمائے دیوبند و مظاہر علوم اور علمائے ندوہ سب اس کے قائل تھے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ہمیں اس کتاب کے عربی میں ترجمہ کا حکم دیا۔ ہم مدینہ منورہ میں تھے۔ جانا بھی تھا گاڑی مسجد نبوی کے باہر کھڑی تھی، سامان رکھا جا چکا تھا کہ نماز پڑھیں اور روانہ ہو جائیں، حضرت شیخ الحدیث نے پیغام بھیجا کہ ترجمہ کا کام شروع کر کے جائیں۔ ہم نے رفقہ من ریاض الجنہ میں عزیزی محمد واضح سلمہ کو سامنے بٹھا کر ترجمہ کا کام شروع کر دیا۔ ہمیں صاف معلوم ہوا کہ جیسے جنت کی ہوا کا کوئی جھونکا چلا ہمیں صاف معلوم ہوا کہ یہ کتاب عند اللہ و عند الرسول مقبول ہے۔ ترجمہ کیا ہوا حصہ حضرت شیخ کو سنایا گیا حضرت نے سن کر بڑی دعائیں دیں جب اس کتاب کا ترجمہ رسالۃ التوحید کے نام سے مکمل ہو کر شائع ہو گیا تو ہم نے ایک بڑے سعودی عالم جو جامعہ اسلامیہ کے استاذ بھی تھے ان کو یہ کتاب پڑھنے کو دی، عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کی کتاب کتاب التوحید سب سے بڑھی ہوئی ہے اور ان کے متبعین تو اس کے سوا کسی کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ لیکن انھوں نے سعودی اور وہابی ہونے کے باوجود صاف صاف کہا کہ یہ توحید کی منجنیق ہے یہ تو پھاڑ کر رکھ دیتی ہے۔

تو شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان نے توحید خالص، قرآن کی اشاعت اور حدیث شریف کی خدمت انجام دی۔ آج اس ملک میں جہاں بھی حدیث شریف پڑھائی جاتی ہے وہ سب فیض ہے شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے خاندان کا۔

شاہ صاحب نے اس پر اکتفا نہیں کر لیا۔ بلکہ انھوں نے اپنی خداداد فراست سے محسوس کر لیا۔ کہ اب جو دور آنے والا ہے وہ عقلی دور ہو گا عقلی طور پر متاثر کرنے والا دور ہو گا۔ اس کے لیے انھوں نے حجۃ اللہ البالغہ جیسی بے نظیر کتاب لکھی جس نے اسلامی دنیا پر گہرا اثر ڈالا۔

یہ بات بہت کم لوگوں کے علم میں ہے کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کی تحریک شاہ صاحب ہی کے زمانہ سے شروع ہوئی، مرہٹوں کا مقابلہ کرنے کے لیے شاہ صاحب نے احمد شاہ ابدالی کو ایران سے بلایا جس نے مرہٹوں کو ایسی شکست فاش دی کہ تاریخ میں لکھا ہے کہ مرہٹواڑہ میں کوئی گھر نہیں بچا جہاں ماتم نہ ہوا ہو۔

ٹیپو سلطان شہید کا تعلق حضرت سید احمد شہید اور ان کے خانوادہ سے تھا، انگریزوں کے حقیقی خطرہ کا ادراک سلطان ٹیپو نے کیا۔ اس کا تعلق حضرت سید احمد شہید کے نانا شاہ ابوسعید، حقیقی چچا سید نعمان تھا۔ طور سے شاہ ابواللیث سے تھا جو سید صاحب کے حقیقی ماموں تھے۔

عزیزو! ایک جسمانی نسب نامہ ہوتا ہے اور ایک علمی و دینی نسب نامہ ہوتا ہے۔ ایک اعتقادی نسب نامہ ہوتا ہے۔ آپ اس علمی و فکری نسب نامہ کو ہمیشہ یاد رکھئے، اس نسب نامہ کو آپ یہاں نہ بھولیے اور نہ اپنے گھر جا کر بھولیے کہ ہم سب حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور ان کے خاندان کے فیض یافتہ اور ان کے تربیت یافتہ ہیں۔

نئے دور کے فتنوں کے مقابلہ میں ندوۃ العلماء کا کارنامہ:

عزیزو! ندوۃ العلماء نے اپنے قیام کے بعد ہی سے وقت کے فتنوں کو نہ صرف پہچانا بلکہ ان کا مقابلہ بھی کیا۔ ان فتنوں میں قادیانیت اور عیسائیت کے فتنے تھے جن کا مقابلہ بانیٔ ندوۃ العلماء مولانا محمد علی مونگیری نے کیا ہم نے خود یہ واقعہ مونگیر میں سنا کہ جب قادیانیوں کا فتنہ مونگیر میں بہت بڑھ گیا تو مولانا سید محمد علی مونگیری نے مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری کو قادیانیوں سے مناظرہ کے لیے مدعو کیا۔ ادھر مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوری قادیانیوں سے مناظرہ کر رہے تھے۔ ادھر مولانا سید محمد علی مونگیری سجدہ میں دعا و گریہ زاری میں مصروف تھے یہاں تک کہ کسی نے آ کر سنایا کہ قادیانیوں کو شکست ہوئی۔ اور وہ جوتے چھوڑ کر بھاگے تب جا کر مولانا سید محمد علی مونگیری نے سجدہ سے سر اٹھایا۔

دوسرا فتنہ روشن خیالوں کا تھا انھوں نے ایک بڑا دارہ قائم کیا۔ اس جماعت کے لکھنے والوں نے دین کے حقائق کو بدل کر پیش کیا اس کی وجہ سے اسلامی عقیدہ میں ایک تزلزل اور خطرہ پیدا ہوا۔ ان روشن خیالوں کا سب سے بڑا نشانہ غیبی حقائق اور معجزات تھے وہ معجزات کی ایسی تاویل کرتے کہ وہ معجزہ ہی نہیں تھا۔ اپنی تفسیروں میں انھوں نے خاص طور سے اس پر زور دیا۔

ندوۃ العلماء نے اس طبقہ کو راہ راست پر لانے کے لیے اپنے نصاب میں انگریزی کا اضافہ کیا۔ اس کے ساتھ اس نے اس بات پر بھی زور دیا کہ نئے اسالیب بیان اور نئے طرز فکر سے طلبہ واقف ہوں۔ اور کون سا فتنہ کہاں اٹھ رہا ہے اور کیوں یہ فتنے اٹھ رہے ہیں اور کس زبان اور اسلوب میں اٹھ رہے ہیں ان سے واقف ہوں ان روشن خیالوں کے مقابلہ کے لیے مولانا شبلی کا قلم چلا، پھر مولانا سید سلیمان ندوی کا قلم چلا، پھر تو ندوی فضلاء نے ان فتنوں کا بھی تعاقب کیا جو عالم عربی میں قومیت عربیہ کے نام سے اٹھے تھے۔

ندوۃ العلماء کے بانیوں اور منتظمین نے ہمیشہ نصاب کو وسیلہ سمجھا، غایت نہیں، غایت و مقصد میں ترمیم نہیں ہوتی لیکن وسیلہ میں ترمیم ہوتی ہے۔ درس نظامی میں بھی برابر ترمیم ہوتی رہی، ہمارے والد صاحب مولانا سید عبدالحی کا فاضلانہ مقالہ ہندوستان کا نصاب درس اور عہد بعہد اس کے تغیرات کا آپ مطالعہ کیجئے تو معلوم ہو گا کہ کس دور میں کون سی کتاب پڑھائی جاتی تھی۔ اور کب اس میں تبدیلیاں ہوئیں اس طرح ندوۃ العلماء نے اپنے نصاب تاریخ و جغرافیہ کا بھی اضافہ کیا۔

عربی زبان کی تدریس ایک زندہ زبان کی حیثیت سے

عزیزو! ندوۃ العلماء کے بانیوں اور اس کے روشن ضمیر کارکنوں نے اس وقت یہ محسوس کر لیا کہ اب تک دینی مدارس میں عربی زبان اس حد تک پڑھائی جا رہی ہے کہ تفسیر و حدیث اور فقہ کی کتاب سمجھ سکیں (اللہ تعالیٰ ان مدارس کے بانیوں کی محنتوں اور کوششوں کو قبول فرمائے) لیکن اب جو دور آنے والا ہے اس میں کام چلنے والا نہیں ہے اب تو عربی زبان کو ایک زندہ زبان کی حیثیت سے کہ وہ دعوت کی زبان ہے پڑھائی جانی ضروری ہے اس زمانہ میں ہندوستان کا عالم عربی سے زیادہ تعلق بھی نہیں تھا صرف حجاج کی آمد و رفت رہا کرتی تھی حیرت ہوتی ہے کہ مولانا سید محمد علی مونگیری نے حجاز کے دوران قیام میں ہمارے والد صاحب کو خط لکھا تھا کہ یہاں ایک عالم ہیں جو بڑی اچھی زبان جانتے ہیں، عربی میں اچھی تقریر کرتے ہیں میں ان کو راضی کر رہا ہوں کہ وہ دار العلوم آئیں اور وہاں عربی زبان کا درس دیں۔ آپ اس کا خیال رکھیے کہ طلبہ کو عربی زبان میں مہارت پیدا ہو اور اس میں وہ تقریر کر سکیں

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بھائی صاحب ڈاکٹر عبدالعلی کی نگرانی و ہدایت پر ندوۃ العلماء نے ابتدائی نصاب کی ترتیب کا کام شروع کیا جو اس کے بنیادی مقاصد میں سے ایک تھا۔

اپنی استعداد کیسے مضبوط بنائیں

عزیزو! دنیا کی تمام زبانوں میں عربی زبان سب سے زیادہ حساس، دقیق الحس اور غیر ترقی زبان ہے ایک وجہ تو یہ کہ وہ قرآن کی زبان ہے پیغام الٰہی کی زبان ہے، تعلیمات نبوی کی زبان ہے اس کے علاوہ دو چیزیں ہیں ایک اعراب جو کسی اور زبان میں نہیں، دوسرے حروف علتی جو دوسری زبانوں میں نہیں، ذرا سی غلطی سے زیر کو زبر اور منصوب کو مجرور پڑھنے سے سب پر پانی پھر جائے گا۔ آپ ایسی استعداد بنائیے کہ صحیح اعراب پڑھ سکیں

ایک بار ہمیں دمشق میں فلسطین کے قضیہ پر مقالہ پیش کرنے کی دعوت دی گئی، ہم نے المعوامل الاساسیۃ (کارثۃ فلسطین (المیۂ فلسطین کے بنیادی اسباب) کے موضوع پر مقالہ لکھا۔ اس کو جلسہ میں پڑھنے سے پہلے احتیاط کے طور پر علامہ بہجۃ البیطار کی خدمت میں گئے۔ اور ہم نے عرض کیا کہ آپ ہمارے استاذ مولانا سید سلیمان ندوی کے دوست ہیں براہ کرم آپ ہمارا یہ مقالہ سن لیجئے کہ شاید کوئی غلطی ہو۔ انھوں نے فرمایا کہ نہیں تم کو اس کی کوئی ضرورت نہیں تم تو ماذا خسر العالم کے

مصنف ہو۔ پھر بھی ہم نے ان کو اپنا پورا مقالہ سنا دیا۔ انھوں نے کہیں نہیں ٹوکا۔ ہم سے کہا کہ آپ الف لام کے استعمال کرنے میں بہت محتاط ہیں۔ ہندوستانی علماء جاہ بیجا الف لام استعمال کرتے ہیں۔ پھر انھوں نے لطیفہ سنایا کہ ایک ہندوستانی عالم ایک عرب عالم کے پاس آئے اور کہا کہ اناذاھب من المکۃ الی مدینۃ فھل لک حاجۃ اس جملہ کو سن کر ان عرب عالم نے کہا کہ۔ حاجتی الوحیدۃ ان تاخذ الالف واللام من مکۃ وتضعھا علی المدینۃ الف لام ان عالم صاحب نے مکہ پر لگا دیا جبکہ اس پر الف لام نہیں آتا۔

ہم سے عربوں نے شکایت کی آپ کے ہندوستان کے لوگ آتے ہیں مساجد میں ان کی تقریر کا اعلان ہوتا ہے ہم بیٹھ جاتے ہیں لیکن چند ہی جملوں کے بعد بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ کو عرب ممالک نہیں جانا ہے۔ آپ کو جانا ہے لیکن ملازمت کے لیے نہیں، امام خطیب بن کر نہیں، صرف پیسہ کمانے کے لیے نہیں بلکہ داعی بن کر یا معلم بن کر جانا ہے آپ ابھی سے درسی استعداد پختہ کریں تاکہ کوئی اعرابی غلطی نہ ہونے پائے جو بھی درسی کتاب پڑھیں پوری توجہ اور انہماک سے اس کی تیاری کریں۔ اپنے اساتذہ سے معلوم کریں کہ ان کی مستند شرحیں اور مصادر و مراجع کونسی ہیں، پھر ان کا گہرا مطالعہ کریں اور بھرپور علمی تیاری کریں۔

آخری بات: آخری بات یہ ہے کہ آپ علوم دینیہ میں رسوخ پیدا کیجئے یہاں جو علمی اور دینی ماحول ہے۔ آپ کے جو مخلص اساتذہ ہیں ان سے فائدہ اٹھائیے۔ یہ فضا اور ماحول اور اساتذہ آپ کو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں نہیں ملیں گے۔ ہم نے مولانا منظور صاحب نعمانی کے بارے میں کہا تھا کہ ان کی ایک بڑی خصوصیت رسوخ فی العلم تھی بہت سے علماء ایسے ہیں جو دوسرے کاموں میں لگ جاتے ہیں تو ان کا علم ٹھہر جاتا ہے، رسوخ پیدا نہیں ہوتا

ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہاں سے صحیح مفکر بنا کر کامل مدرس اور پختہ کار مصنف اور مبصر بنا کر اور مناظر بنا کر نکالے اور جو فتنے اٹھ رہے ہیں جیسے قادیانیت الحاد و دھریت اور روشن خیالی کے فتنے کہ دین پر کھلی تنقید کرتے ہیں اور حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتے ان سب فتنوں کا آپ کو مقابلہ کرنا ہے۔

آخری بات یہ ہے کہ آپ سب کو حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے مسلک، ان کے مکتب خیال اور مدرسۂ فکر پر چلنا ہے اور اسی میں اپنی سعادت سمجھنا ہے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

ملنے کا پتہ

مکتبہ ندوۃ العلماء لکھنؤ

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی، دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کیلئے شائع کیجاتی ہیں ان کا احترام آپ پر فرض ہے، لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات و رموز ہوں انکو بھی اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی

کی اہم پیش کش:

سیرت سلطان ٹیپو شہید

از:

محمد الیاس ندوی

استاذ جامعہ اسلامیہ بھٹکل

سائز ۲۰×۲۶ ـــــ صفحات ۶۰۰ ـــــ قیمت =/۱۰۰ روپے

ملنے کے پتے:- مکتبہ ندوۃ العلماء لکھنؤ۔ الفرقان بکڈپو نیز آباد لکھنؤ۔ مکتبہ اسلام گونڈہ روڈ لکھنؤ

اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں پریس کا معاندانہ رویہ

تحریر:- مولانا محمد واضح رشید صاحب ندوی ـــــ ترجمہ:- قیصر حسین ندوی

علم اور میڈیا میں مغربی اہل قلم کے دوہرے معیار، مغربی محققین نے ان کو اپنے نظریات کا تابع بنا لیا ہے جس کا نتیجہ ہے کہ ان دونوں شعبوں میں حق و باطل، خیر و شر خلط ملط ہو کر رہ گیا ہے۔ یہ دونوں شعبے نفاق، مکر، غلط بیانی اور حق میں باطل کی آمیزش کا جس قدر شکار ہوئے ہیں زندگی کا کوئی دوسرا شعبہ اتنا شکار نہیں ہوا ہے۔

عجیب و غریب بات یہ ہے کہ بعض مغربی مفکرین و دانشور اپنی نام نہاد بحث و تحقیق میں ایسی باتوں کو دہراتے رہے ہیں جن کا ابطال گذشتہ صدیوں میں کئی بار کیا جا چکا ہے۔ اور خود مغرب کے انصاف پسند محققین و مفکرین نے اس کا اعتراف بھی کر لیا ہے، ان کا یہ دیرینہ شاید اس تصور پر مبنی ہے کہ علم و میڈیا سے مستفید ہونے والے سیدھے سادھے اور جاہل لوگ ہوتے ہیں ان کی علمی لیاقت، سمجھنے کی صلاحیت اور یادداشت ایسی ہے کہ ان کے ذہن و دماغ سے پرانی معلومات کو بآسانی نکالا اور اس میں نئے خیالات کو ڈالا جا سکتا ہے۔ اور کسی بات کو بار بار دہرا کر اس کو ذہن نشین کرایا جا سکتا ہے۔ ایک مغربی مفکر کا خیال ہے کہ ذہن سے ثابت شدہ و یقینی باتوں کو ختم کرنے اور مخالف باتوں کو راسخ کرنے کا بہترین ذریعہ تکرار ہے، تکرار انسان کو شبہ میں مبتلا کرتی ہے اور پھر نئی بات ذہن میں بیٹھ جاتی ہے

پرانی بات نکل جاتی ہے، بہت پرانی کہانی ہے کہ ایک نیک طبیعت انسان سفر کر رہا تھا۔ اس کے پاس ایک بکری تھی چند ٹھگوں نے اس سے بکری چھیننے کے لئے ایک ترکیب کی جو مغربی دانشوروں کے طریقہ سے بہت مشابہ ہے، یہ ٹھگ راستہ میں مختلف جگہوں پر کھڑے ہو گئے، یہ مسافر ان میں سے پہلے آدمی کے پاس سے گذرا تو اس نے کہا کہ آپ بزرگ آدمی ہیں کتے کو کیوں اپنے ساتھ رکھتے ہیں یہ آپ کے شایان شان نہیں ہے، مسافر نے کہا کہ یہ بکری ہے کتا نہیں ہے، اسی طرح دوسرے تیسرے چوتھے آدمی کے پاس سے گذر ہوا اور سب نے پہلے کی بات کو دہرایا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مسافر شک میں پڑ گیا اور انا کہ بکری پر کتے کا شبہ ہونے لگا اور اس نے بکری کو چھوڑ دیا ٹھگوں نے موقع غنیمت جانا اور بکری اپنے قبضہ میں لے لی۔ مغربی مفکرین و دانشوروں نے اسلام و مسلمانوں کے ساتھ بالکل ویسا ہی معاملہ کیا ہے جیسا کہ مکار اور شاطر ٹھگوں نے اس صالح انسان کے ساتھ کیا۔ اس قصہ میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے عبرت و سبق آموز باتیں ہیں۔ پرانے زمانہ میں قصے عبرت کے لئے بیان کئے جاتے تھے۔ پہلوں کے قصے محض تفریح و تسلی کیلئے موجودہ دور کی طرح بے مقصد نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ عبرت و سبق آموز ہوتے تھے۔ پرانے زمانہ کے مغربی مصنفین نے اسی طریقہ کو اختیار کیا، انھوں نے ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ اسلام پر کثرت سے کتابیں لکھیں اور ان میں من گھڑت کہانیاں شامل کیں اس وقت علم عام نہیں تھا لوگوں نے کتابوں کو قابل اعتماد سمجھا۔ اس لئے کہ مغربی سامراج کے عہد میں غلامانہ ذہنیت عام تھی مغربی دانشوروں نے سیرت و تاریخ کو موضوع بنایا اور تاریخ و سیرت کے موضوعات میں وسیع پیمانہ پر ملمع سازی، فساد و بگاڑ اور خلط ملط کا کام کیا۔ ان دونوں موضوعات کے لکھنے والوں میں ایسے یہودی و مسیحی مصنفین پیش پیش تھے جو مشنری ذہن کے تھے اور ان کا ذہن سبلی تھا وہ صرف عیوب کے متلاشی تھے جس سے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کیا جا سکے۔ .....

انھوں نے علم عام میں تحقیقی رویہ اختیار کیا اس کی وجہ سے پڑھنے والوں کو ان کی تحریروں پر اعتماد حاصل ہوا۔ وہ اس موضوع پر خاطر خواہ واقفیت نہ رکھنے کی وجہ سے اسلام کے بارے میں انکے مخفی بغض و عناد کا اندازہ نہیں لگا سکے۔

پہلے کے مصنفین کا اسلامی موضوعات اور مسلمانوں کی تاریخ کے ساتھ یہی معاملہ تھا جو ان کے افکار و خیالات و نظریات کے موافق ہوتا تھا اس کو قبول کر لیتے تھے خواہ اس کا راوی ضعیف کیوں نہ ہو، اور مخالف باتوں کو رد کر دیتے تھے خواہ اس کی روایتوں کی کثرت کیوں نہ ہو، موجودہ دور میں مغربی میڈیا نے اسی راستہ کو اپنایا ہے۔ اس کی ایک روشن اور تازہ مثال یہ ہے کہ کلکتہ میں کتابوں کی ایک نمائش میں آگ لگ گئی متعدد کتابیں اور علمی ذخیرے جل کر خاک ہو گئے اور اس واقعہ کا مسلمانوں سے کوئی دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ لیکن ایک انگریزی رسالہ نے اس واقعہ پر ایسا تبصرہ کیا جس سے مغربی دانشوروں کے علمی بحث و تحقیق کا مزاج کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

اس رسالہ نے اس آگ لگنے کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے اسکندریہ کی لائبریری جلانے کے واقعہ کا تفصیل سے تذکرہ کیا، اور مغربی اہل قلم کی اس واقعہ سے متعلق تمام باتوں کو تفصیل سے بیان کیا، اور مسلمانوں پر اس کا الزام لگایا اور لکھا اسکندریہ کا کتب خانہ خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے جلایا گیا، حقیقت یہ ہے کہ اس واقعہ کو متعدد مغربی مصنفین نے غلط قرار دیا دیا ہے۔ اور اس کی عام تردید ہو چکی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ لائبریری اس سے قبل جلائی گئی تھی، اس کا مسلمانوں سے کوئی واسطہ نہیں ہے، اس کے اور اسکندریہ کے لائبریری کے درمیان ربط و تعلق پیدا کرنا دیرینہ بغض و عناد پر مبنی ہے۔ مغربی ثقافت سے متاثر مصنفین کا یہ مزاج بن چکا ہے کہ جب وہ کاشتکاری کے بارے میں بات کرتے ہیں تو فوراً اسلام اور مسلمانوں کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمان کاشتکاری سے نابلد ہیں، اسلامی تاریخ میں کسان و کاشتکار نہیں پائے جاتے۔ نہ قرآن میں کاشتکاری کی تعلیم ہے اور نہ کھیتوں کا تذکرہ ہے، اس لئے کہ اسلام جنگ و خونریزی کا نام ہے، اور جب وہ پھولوں، ان کے رنگ، انواع و اقسام و خصوصیات کے بارے میں بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ قرآن چمن بندی پر زور نہیں دیتا، قرآن میں کہیں پھولوں کا ذکر نہیں ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام زور و زبردستی سختی و بے دردی کا دین ہے۔

اس الٹے اسلوب کی دوسری مثال یہ ہے کہ ایک صاحب قلم نے ایک ایسے سوشل ورکر کا ذکر کیا جو رفاہی کاموں میں پیش پیش رہتا ہے۔ مصیبت زدہ لوگوں کو مصائب و پریشانیوں سے نجات دلاتا ہے۔ اسپتال و یتیم خانے قائم کرتا ہے فقراء و مساکین کی جھونپڑیوں میں جاتا ہے۔ اور ان کا پورا خیال رکھتا ہے۔ اسلام و مسلمانوں کے خلاف بغض و حسد رکھنے والا یہ مصنف کہتا ہے کہ اسلامی تاریخ میں فقراء و مساکین اور یتیموں سے ہمدردی رکھنے والی شخصیتیں نہیں پائی جاتی ہیں۔ یہ الزام جہالت یا اسلام دشمنی پر مبنی ہے، حقیقت یہ ہے کہ تاریخ ایسے دردمند مسلمان رہبروں کے تذکرے سے بھری پڑی ہے۔ جنھوں نے فقراء و مساکین کی دیکھ بھال و نگہداشت میں اپنی پوری زندگی وقف کر دی، مسلم یتیم خانے دنیا کے چپہ چپہ اور گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ تمام دینی مدارس میں مفت تعلیم کا نظم و نسق مسلمانوں کے ہمدردانہ جذبہ کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ قرآن و حدیث میں صدقات و خیرات اور فقراء و مساکین پر خرچ کرنے پر کتنا زور دیا گیا ہے ایک معمولی پڑھے لکھے سے بھی مخفی نہیں ہے۔ قرآن نے ایثار و قربانی و ہمدردی پر بہت زور دیا ہے، حدیث میں راستہ سے کانٹا ہٹانے کو نیکی قرار دیا گیا ہے اور قرآن میں صحابہ کرام کی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ فاقہ سے دوچار ہوں، فقراء و مساکین کو کھانا کھلانا، ان کو پناہ دینا، فقراء سے محبت رکھنا مساکین کی طرح زندگی گذارنا، اسلام کی نمایاں خصوصیات میں ہے حضور اکرم ﷺ سے منقول دعاؤں میں ہے۔ اے اللہ مجھے مسکین ہونے کی حالت میں زندگی و موت دے اور قیامت کے دن مساکین کے زمرہ میں اٹھا (ابن ماجہ) مصیبت زدہ اور بیماروں کی دیکھ بھال و نگہداشت کے بے شمار ایسے واقعات ہیں جن کا انکار بغض و عناد کینہ و حسد کا شکار شخص ہی کر سکتا ہے۔

ابتدائی عہد میں مسلمان مسجد کے بازو میں اسپتال و علمی مراکز قائم کرتے تھے۔ بڑی مسجدیں عبادت گاہ ہونے کے ساتھ ساتھ علمی و طبی مراکز بھی ہوتی تھیں، اسلام نے حقوق اللہ و حقوق العباد دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ جنگ و جدال کے دریان بھی ان حقوق کی رعایت کی تعلیم دی گئی ہے۔ فوجی کمانڈر ان حقوق کی رعایت سے پورے طور پر واقف تھے۔ اس قسم کے واقعات سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں مسلمانوں کو جانوروں، کیڑے مکوڑوں تک کو ناحق ستانے، تکلیف پہونچانے سے روکا گیا ہے اور اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ جب کوئی قتل یا سزا کا واقعہ مسلم معاشرہ میں پیش آتا ہے تو مغربی صحافیوں کی رگ پھڑک اٹھتی ہے۔ خواہ وہ نام نہاد اسلامی معاشرہ کیوں نہ ہو۔ اور اسلام پر دہشت گردی کا الزام لگایا جاتا ہے۔ جب کسی مسلم ملک میں مسلم عورت کو پردہ کی ترغیب دی جاتی ہے تو وہ ظلم سمجھا جاتا ہے، اسے دہشت گردی کا نام دیدیا جاتا ہے۔ جب کسی چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو وہ ظلم ہو جاتا ہے لیکن پورے مغربی ترقی یافتہ ممالک میں مسلم عورتوں کو بے بردگی پر مجبور کیا جاتا ہے تو یہ ظلم شمار نہیں کیا جاتا۔ پناہ گزینوں پر ظلم و زیادتی کی جاتی ہے ان کے خیموں کو تاخت و تاراج کیا جاتا ہے۔ ہزاروں بے گناہ معصوم بچوں، بے قصور عورتوں کو قتل کیا جاتا ہے، ان کی آبروریزی کی جاتی ہے تو ظلم نہیں سمجھا جاتا اور میڈیا ان انسانیت سوز حرکتوں کے عام ہونے کے باوجود ظاہر نہیں کرتا اور مسلمانوں سے متعلق خبروں کو چن چن کر رائی کا پہاڑ بنا کر اور اسے ایک معمول بات بنا کر پیش کرتا ہے افغانستان الجزائر اور ترکی کے بعض متفرق واقعات موضوع بحث بن جاتے ہیں، اسلام اور اسلامی تقدس پر زیادتی کرنے والوں پر حرف گیری ان کے لئے قلق و پریشانی کا باعث بن جاتی ہے۔ اور یہ بات

ان کی عالمی کانفرنسوں کے لئے موضوع بحث بن جاتی ہے۔ ایسے افراد کے تحفظ و سلامتی کے لئے بڑے ملکوں کے بجٹ کی بڑی رقمیں نچھاور کی جاتی ہیں اور مغربی دنیا کے لیڈران ان کے استقبال کے لئے فرش راہ ہو جاتے ہیں لیکن ہزاروں لاکھوں مسلمان جیل خانوں میں لامتناہی مدت گذار رہے ہیں، اور اپنی فکر کے جرم کی پاداش میں ظالم تنظیموں کے دردناک عذاب سے دوچار ہو رہے ہیں، لیکن مغرب کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی، حالانکہ وہ اپنے آپ کو انسانی آزادی، جمہوری حقوق اور آزادی رائے کا علمبردار کہتا ہے۔

میڈیا کابل کی ایک مصیبت زدہ مسلم عورت کی تصویر پیش کرنے کے بعد اس کی محرومی پر افسوس و غم کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن ہزاروں مسلم بیوائیں اور مصیبت زدہ مائیں ان تنظیموں کے ظلم و ستم، بربریت و استبداد کا شکار ہیں اور زندگی کی تلخیوں اور محرومیوں سے دوچار ہو رہی ہیں۔ جن کو مغربی ملکوں کا تعاون حاصل ہے اور ہزاروں فقراء و مساکین ان ملکوں میں ایسے ہیں جن کی عزت و آبرو، آزادی رائے یورپ نے چھین لی ہے۔ یہ گمراہی و فریب کاری آج بھی مسلسل جاری ہے۔ اس لئے کہ مسلم صحافی، مصنفین، دانشور عاجز و بے بس ہیں، اور مسلم علماء و مفکرین کو نقد و تنقید کی آزادی حاصل نہیں ہے جو شخص بھی مغربی تاریخ و تہذیب پر نقد کی کوشش کرتا ہے وہ اپنے ملک میں تنگی و پریشانی سے دوچار ہو جاتا ہے۔ ورنہ یورپ کی تاریخ دہشت گردی، ظلم و ستم، بربریت و خونریزی، انسانی آزادی کو ختم کر دینے، قوموں کے استحصال، تاریخی نقوش کو مٹانے اور مختلف زبان و ثقافت کو ختم کر دینے کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ یورپ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تاریک دور سے نکل چکا ہے، لیکن وہ اس دعویٰ میں سچا نہیں ہے اس لئے اس دور میں بے انصافی، کمزوروں پر ظلم، علم اور زبان کی پامالی، حقوق سے محرومی دنیا کے مختلف حصوں میں عام ہے یورپ کے تسلط سے آزاد میڈیا ہوتا تو یورپ کے بارے میں بہت کچھ مواد فراہم کیا جاتا، بغیر کسی ملمع سازی کے اور موجودہ مغربی تہذیب و تاریخ کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی۔

موجودہ عالم اسلامی کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ مختلف عالمی زبانوں میں اسلامی تعلیمات پیش کرنے کے لئے اکیڈیمیاں، تحقیقاتی مراکز قائم کئے جائیں تاکہ نام نہاد دانشوروں کے باطل تھوٹ کا پردہ فاش ہو اور تمام موضوعات سے متعلق باطل دعوؤں کو علمی و تحقیقی اسلوب میں واضح کیا جاسکے جو مغربی دور سامراجیت سے ملمع سازی و فساد و بگاڑ کا شکار ہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر اور اپنا پتہ
صاف اور خوش خط تحریر فرمائیں (ادارہ)

پاسبانِ حرم کے نام

امین عالم رامین موہوی

آرہی ہے یہ صدا افلاک سے
کام لے خود جوہر ادراک سے

آہ دنیا میں مسلماں کا وجود
ہو گیا بد تر خس و خاشاک سے

کیا دیا اقوام مغرب نے تجھے
کیا ملے گا پاک کو ناپاک سے

سازشوں کا جال ہے چاروں طرف
چال چل اندیشۂ چالاک سے

جنت شداد سے منہ موڑ لے
جوڑ رشتہ پھر شہ لولاک سے

حرص رفعت ہو تو پڑھ اقبالؒ کو
اٹھ وضو کر آبِ آتشناک سے

بفضلہ
بہترین مٹھائیوں اور بیکری مصنوعات سے
وابستہ نام — سلیمان عثمان
چند خاص مصنوعات: افلاطون، ڈرائی فروٹ برفی، ڈرائی ڈیٹ برفی، انجیر پاک، اخروٹ پاک، انڈا پاک، بادام کاغذی حلوہ، بادامی حلوہ، سوجن حلوہ، بادامی سوجن حلوہ، کاجو فشل، کاجو رول، رنگ کیک... (علاوہ کاجو بسکٹ اور دیگر قسم کے بسکٹ خستہ نان خطائیاں۔)
شیریں رواج، شیریں مزاج
سلیمان عثمان مٹھائی والے
Fax: 009122-6341635 Telex: 011-79341 BARI IN

اسلامی اخلاق کا اثر

مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

ایسے انسان بھی مل جاتے ہیں انسانوں میں

تحصیل بانا میں ایک تحصیلدار ہندو لالہ تھے اور ان کے پیشکار بھی ہندو تھے اور ایک مختار کٹر دین سنگھی تھے جب کبھی تحصیلدار صاحب کو مختار صاحب کی ضرورت پڑتی تو پیشکار بلایا جاتا تھا تو مختار صاحب محمد ادریس صاحب کے گھر ملنے ایک دن تحصیلدار نے پوچھا کہ بھینس اور گھوڑے کی دوستی کیسی؟ آپ تو کٹر دین سنگھی ہیں اور مسلمان سے ایسی دوستی؟ تو مختار صاحب نے کہا کہ اگر ملک میں محمد ادریس جیسے پانچ سو مسلمان ہوں تو ہم ان کی غلامی کریں گے، ان کی حکومت کو تسلیم کریں گے محمد ادریس صاحب کا خاص احسان یہ ہے کہ میری بیوی حاملہ تھی حمل کے دوران اس کو درد اٹھا درد سے بیقراری کے سبب میں ایک دایہ کی تلاش میں نکلا دایہ جس گاؤں میں رہتی تھی جب میں وہاں پہنچا تو معلوم ہوا یہ دایہ دوسرے گاؤں میں چلی گئی ہے: ناکام لوٹ آیا دوسرے دن پھر دایہ کی تلاش میں نکلا بارش ہو رہی تھی اتفاقاً ادریس میرے پاس سے گزرے اور پوچھا کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ میں نے کہا کہ کئی روز سے میری بیوی دردزہ میں مبتلا ہے میں دایہ کی تلاش میں جا رہا ہوں تو بارش کے سبب انھوں نے اپنی چھتری اوڑھا دی کہ میں ضرورت کے تحت اسے استعمال کروں میں رات کو دوسرے گاؤں پر گیا اور وہاں بھی وہ دایہ نہیں ملی میں دیر رات کو واپس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دروازے پر محمد ادریس بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کی بیوی دایہ گیری کر رہی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ اندر ابھی نہ جائیے وہاں پردے سے کام ہو رہا ہے۔

ہوا یہ کہ جب میں ادھر دایہ کی تلاش میں گیا تو محمد ادریس میرا ماجرا سن چکے تھے وہ اپنے گھر گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ ہمارے پڑوس میں جو مختار صاحب رہتے ہیں ان کی بیوی دردزہ میں مبتلا ہیں اور مختار صاحب کئی روز سے دایہ کی تلاش میں جا رہے ہیں مگر دایہ نہیں ملتی تم چلو اور اس کی خدمت کو انجام دے دو بچہ پیدا کرنے میں کچھ مدد کرو، کچھ کپڑا اور تیل وغیرہ لے لو شاید کوئی ضرورت پڑ جائے، چنانچہ وہ اپنی بیوی کو لاکر یہ خدمت انجام دے رہے تھے، تھوڑی دیر میں باہر بیٹھا رہا۔ اتنے میں اندر سے آواز آئی، مختار بھائی کو خوشخبری سنا دو کہ ان کی اہلیہ کو بچہ پیدا ہوا ہے، میری جان میں جان آگئی۔ اور بال بال میرا محمد ادریس کا احسان مند ہوا۔ اور جب صبح کچہری میں ملاقات ہوئی تو معمول کے مطابق سلام و کلام ہوا۔ ان کی جانب سے احسان کرنے کا کوئی جذبہ نمایاں نہیں تھا۔ اگر ایسے ہی نیکوکار اور مخلص انسان پانچ سو کی تعداد میں ہوں اور وہ حکومت کریں گے تو ان کی حکومت اور بادشاہت ہمیں تسلیم ہے۔ یہ لوگ اپنا ہی بھلا نہیں چاہتے بلکہ خلقِ خدا کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اور اس کو راحت پہونچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ لوگ مسلمان ہی نہیں بلکہ فرشتہ سیرت ہیں سہ

کم فرشتوں سے نہیں ہوتے فضائل جن کے
ایسے انسان بھی مل جاتے ہیں انسانوں میں

میں نے سنا ہے کہ ان کے خلیفہ عمر فاروقؓ تھے انھوں نے بھی ایک یہودی کی عورت کی جو دردزہ میں مبتلا تھی اپنی بیوی سے خدمت کرائی تھی اور بچہ پیدا ہونے کی خوشخبری یہودی کے ساتھ امیر المومنین کو پہونچائی کہ امیر المومنین اپنے یہودی دوست کو خوشخبری سنائیے کہ ان کے بچہ پیدا ہوگیا۔ امیر المومنین کا لفظ سن کر یہودی کانپ گیا کہ میری یہ خدمت امیر المومنین کے کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا گھبرانے کی کوئی بات نہیں یہ میرا فرض تھا جو میں نے انجام دیا ہے صبح ہمارے دفتر میں آنا تو اس بچے کا وظیفہ جاری کر دیں گے۔

ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے سہ

چشم اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری
برکتِ ارض و سماں ہے یہ خلافت تیری
زندہ رکھتی ہے زمانے کو حرارت تیری
ہے ابھی محفل ہستی کو ضرورت تیری
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے
وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے

امریکہ میں اسلام کا روشن مستقبل

محمد عاصم عثمانی محمد فاضل۔ مکہ مکرمہ

امریکہ اور یورپ ایسے نظام میں جکڑے ہوئے ہیں جو ایمان کی حلاوت سے محروم تہذیب کے زیر سایہ بنی نوع انسان کی تباہی کا پیش خیمہ ہے کبھی تو یہاں تک خدشات معلوم ہوتے ہیں کہ کہیں یہ تہذیب تمام عالم انسانی کو قعرِ مذلت میں نہ گرا دے، اس پُرخطر صورت حال سے انسان کو بچانے کی مغربی تجاویز بھی مختلف ہیں لیکن وہ اکثر ناکام ہیں اس لیے کہ وہ اصل اسباب و وجوہ کو دیکھنے سے محروم ہیں، تہذیبِ حاضر اپنی بے باکی کے باعث کٹھن مرحلے سے گزر رہی ہے۔ دوسری طرف صنعتی کارخانوں کے وجود نے جس معنوی زندگی کی داغ بیل ڈالی ہے۔ اس کے نتائج بھی بنی نوع انسانی پر تمام اس کے معاشی، اصلاحی پہلوؤں کے باوجود اچھے نہیں پڑ رہے ہیں اور انسان کا معاشرتی ماحول لکھ کر انسانوں کی بھیڑ میں بھی اس کو اکیلا بناتا جا رہا ہے۔ اس لیے یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ ایسی تباہ کن تہذیب کا سدِ باب کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ محض سائنس اور اس کی ترقیاں ہمارے لیے باعثِ تکلیف و ضرر نہیں بلکہ اس کی چمک دمک جب ہماری بصیرت کو اندھا کر دیتی ہے اور ہمارے افکار و نظریات کو بے جان بنا دیتی ہے جو بنی نوع انسان کے لیے بڑا خطرہ ہے اس لیے کہ بے جان مادّے سے تعلق رکھنے والی فکر نے روح کو سکون دینے والی فکر کو بھلا دیا ہے۔ ایسی صورت اور یلغار سے بچنے کے لیے مختلف تدابیر سے انفرادی اور اجتماعی کام ہو رہے ہیں، جن میں ایک اہم ادارہ "رابطہ عالم اسلامی" ہے اس کی ایک اہم فرع "مجلس مساجد" کے اجتماع مکہ مکرمہ آئے ہوئے ولایۃ المتحدہ امریکہ کے مستقل نمائندہ جناب منزل صدیقی صاحب سے ملاقات میں کچھ معلومات حاصل ہوئیں وہ قارئین کی خدمت میں بھی پیش کی جا رہی ہیں۔

تعارف :-

ڈاکٹر منزل حسین صدیقی الندوی امریکہ میں ۳۰ سال سے مقیم ہیں۔ آپ رابطہ عالم اسلامی کے امریکہ سے دو مستقل نمائندوں میں سے ایک ہیں۔ انھوں نے ابتدائی تعلیم "ندوۃ العلماء" لکھنؤ سے حاصل کی پھر جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے چار سالہ تعلیم کے بعد برطانیہ سے ایم اے دینیات (THEOLOGY) میں کیا۔ اس کے بعد ہارورڈ (امریکہ) سے تقابل مذاہب میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ آپ برصغیر کے ان اہل علم حضرات میں سے ہیں جنھوں نے امریکہ کے اس خطے کو ایمان، یقین اور دین کے علم سے جگمگایا ہے جو اپنی قابل قدر صلاحیتوں اور نئی علمی و حکمتِ عملی کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں۔ پہلے واشنگٹن اور اب کیلیفورنیا کے علاقہ "اورنج کاؤنٹی" میں اسلامک سینٹر کے ڈائرکٹر ہیں۔ آپ کی گفتگو کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

خلاصہ کلام :-

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ولایۃ المتحدہ امریکہ میں اس وقت مسلمان ۶۰ لاکھ کے قریب ہیں ان میں ۵۰ فیصدی مہاجر مسلمان ہیں، ۴۰ فیصدی سیاہ فام ۱۰ فیصد سفید فام امریکہ میں ہمارے لیے دو محاذ ہیں ایک خود مسلمان جو کہ وہاں کی اکثریتی تہذیب سے متاثر نظر آتے ہیں دوسرے غیر مسلمین جو کہ اسلام کے عقائد اور تعلیمات سے ناواقف ہیں اس لیے ہم مختلف طریقوں سے اس کے لیے کام کرتے ہیں۔

امریکہ میں تقریباً ۱۵۰۰ اسلامک سنٹرز ہیں افسوس ہے کہ ان میں ابھی تک ربط اور مرکزیت کی صورت حال نہیں ہے لیکن پھر بھی کچھ سوسائٹیز کام کر رہی ہیں جن میں مصروف "اسلامک سوسائٹی آف نارتھ امریکہ" ہے، بعض صوبوں میں زیادہ بہتر طریقے سے کام ہو رہا ہے مثلاً کیلیفورنیا جو شمالی اور جنوبی حصہ پر مشتمل ہے اس میں ایک سو سے زیادہ مراکز ہیں۔ ان مراکز کی ایک کونسل بھی ہے۔ اس میں ۸ مستقل ممبران ہیں جنوبی کیلیفورنیا کا سب سے اہم اور بڑا مرکز "اورنج کاؤنٹی" کا ہے اس کا میں ڈائرکٹر بھی ہوں یہ مرکز ۱۸ نمازیوں سے شروع ہوا۔ آج جمعہ کی نماز میں تقریباً ... ہر نمازی آتے ہیں، مسجد کے نئے منصوبہ کے تحت تقریباً ۳۵ لاکھ ڈالر رکھے گئے ہیں۔ اس مرکز میں تین دینی طرز کے مدارس بھی قائم ہیں۔

۱۔ آٹھویں کلاس تک جس میں دینی تعلیم کے ساتھ امریکی کورسز بھی پڑھائے جاتے ہیں یہ وزارۃ تعلیم سے منظور شدہ ہے۔

۲۔ ہفتہ و اتوار کو دینی تعلیمی یا لغات کا بھی انتظام ہے

۳۔ روزانہ مغرب کے بعد حفظ القرآن کا بھی انتظام ہے۔

الحمد للہ مسلمانوں نے نشر و اشاعت کا انتظام بھی کیا ہے کئی دینی رسائل، اخبارات اور بہت سے دینی مراکز کی اپنی ریڈیو میں شائع ہوتی ہیں۔ مثلاً اسلامک ہوریزن، مینارت، میسج MESSAGE، عرب نیوز، پاکستان لنک، پاکستان ٹوڈے وغیرہ وہاں کے ریڈیو، ٹی وی کے ذریعہ بھی مستقل پروگرام ہوتے ہیں، الحمد للہ بہت سے پروگراموں میں شامل ہوتا ہوں۔ دوسری طرف سود سے پاک معاشی حصول

کے لیے بھی مختلف ادارے ہیں مثلاً ایم۔ ایس۔ آئی (ہیوسٹن) لاریبا (لاس اینجلز)، بیت المال (نیوجرسی) میں ہیں جو عموماً بغیر (اجارہ) کے اصول پر کام کرتے ہیں دعوت و تبلیغ کی غرض سے مختلف چرچز۔ (کلیسا) اور تعلیمی اداروں میں خود جاکر وعظ اور تقاریر کرتے ہیں اور ان کے سوالات کے جوابات وغلط فہمیوں کا ازالہ کرتے ہیں۔ امریکہ کی کئی یونیورسٹیوں میں بھی مستقل اسلامی تعلیمات (کورسز) کا انتظام ہے۔ میں کیلیفورنیا کی FULLERTON یونیورسٹی میں پڑھاتا بھی ہوں دوسری یونیورسٹیز میں بھی اس کا انتظام ہے۔ مثلاً HARVARD، BARKELY، U.C/L.A، MICHIGEN، ELORLOA، PENNSY LVANIS قابل ذکر ہیں، بہت سی یونیورسٹیز میں دینی کتابچے تقسیم کیے جاتے ہیں بہر حال اللہ کی توفیق سے اور اپنے محدود وسائل کے باوجود خاصا کام ہو رہا ہے اس میں شک نہیں کہ سیاہ فام لوگ اسلام کی طرف زیادہ راغب ہیں۔ ان کو صدیوں سے غلام بنا کر رکھا گیا اسلام نے ان کو امید اور روشن کی کرن دکھائی۔ ایک مشہور سیاہ فام علی محمد جاہ مسلمان ہوا لیکن افسوس کہ آگے چل کر ان کے عقائد تبدیل ہو گئے۔ ان کا ایک مشہور پیروکار لوئس فرح خان ہے جو زبردست مقرر ہے اور خاصا اثر رکھتا ہے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو صحیح العقائد بنا دے تو یہ بڑی کامیابی ہوگی۔ الحمد للہ کہ علی محمد جاہ کے بیٹے وارث الدین مسلمانوں کی کوششوں سے تقریباً ساڑھے چار لاکھ معتقدین کے ساتھ صحیح العقائد مسلمان ہو گئے، وہ امریکہ سے میرے علاوہ دوسرے رابطہ عالم الاسلامی کے مستقل نمائندہ بھی ہیں۔

مسلمانان امریکہ کو یہ بھی احساس ہے کہ عالم اسلام کے سیاسی مفادات اور اس کا دفاع بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ امریکہ کے داخلی و خارجی نظام اور حکمت عملی میں وہاں کی کانگریس کا بڑا دخل ہے۔ پچھلے سالوں میں کانگریس کے رکن لیری پریسلر کی قرارداد کی بنیاد پر پاکستان کے بہت سے معاملات میں خاصی پیچیدگیاں پیدا ہو گئیں۔ اس کے بعد مسلمانوں کے وفود نے دوسرے ممبر ٹم جانسن کو اعتماد میں لیا اور اس نے کئی اہم معاملات میں امریکہ کے رویہ میں کمی کروائی۔ اسی طرح فلسطین کا معاملہ ہے جس کے لیے اہم کوششیں ہوتی رہتی ہیں۔

الحمد للہ دین اسلام کا کام امریکہ میں ہر محاذ پر جاری ہے۔ امریکہ دنیا کی سپر پاور ہے وہاں دعوت تبلیغ کی کامیابی کے اثرات تمام عالم اسلام پر بھی دیکھے جا سکتے ہیں وہاں پر سیاسی برتری بھی ضروری ہے جس کے لیے حکمت عملی سے کام جاری ہے۔ اسلام نے کفر کے خلاف ہمیشہ ہی خوب جدوجہد کی ہے حالانکہ وہ بالکل ہی بے تیغ و تیر تھا۔ اس کی اصل قوت اپنی سادگی، جامعیت، فطرت بشری سے کامل ہم آہنگی اور انسان کی حقیقی ضروریات کو پورا کرنے کی صلاحیت میں پوشیدہ ہے اسلام کی یہی خصوصیات دشمنوں کے غیض و غضب کو بھڑکاتی ہے۔ اسلام اور کفر میں جو معرکہ برپا ہے یہ اس کی اصل نوعیت ہے اور یہی معرکہ امریکہ میں بھی خوب جاری ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں حق داخل ہو چکا ہے اور ہم علمبرداران حق اکیلے نہیں ہیں فطرت کائنات اور فطرت انسانی کی قوتیں ہمارے ساتھ ہیں۔ امریکہ اور یورپ کی تمام تر مادی اور لادینی قوتوں کے باوجود ہم مایوس نہیں ہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے امر غلبۂ حق اور شکست باطل پر غالب ہے۔

بمبئی کے قارئین "تعمیر حیات" سے

بمبئی کے قارئین تعمیر حیات حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیر حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ وہاں ان کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائے گی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S. V. Patel Road, Null bazaar, Bombay-400 003.
Tele. : Add Cupkette Tel. : 3762220/3728708
Tel. (R) 3095852

۲۴ نمبر اور ۱۲ نمبر کی اسپیشل چائے حاصل کیجئے۔

نئے پرانے دردوں، زخموں، گلٹی، فالج دردسر اور دانتوں وغیرہ کی بیماریوں کے لئے ۶۵ سالہ پرانی عجیب و غریب یونانی دوا

دل آرام تیل رجسٹرڈ ۷۹۸

تیار کردہ حکیم قاسم حسین لکھنؤ

اسٹاکسٹ:۔ ہارون جنرل اسٹور چکمنڈی لکھنؤ۔

نوٹ:۔ جانڈس، دھات، لکوریا، شوگر سے جلد شفایابی کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔

علم عطیۂ ربانی ہے

مولانا محمد خالد ندوی غازی پوری

(دوسری و آخری قسط)

قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صرف اہل علم ہی ڈرتے ہیں۔ (فاطر)

ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ بہترین مخلوق اہل علم ہیں اور وہی وارث جنت ہیں اور رضائے الٰہی ان کے لیے مقدر ہے، لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

اے عائشہ! علم قرآنی کو اپنا شعار بنا لو (مسند اعظم)

ایک جگہ فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین میں سمجھ عطا کر دیتے ہیں۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف (سواری پر آپ کے ساتھ سوار) تھا اس وقت آپ نے ہمیں چند باتوں کی تعلیم فرمائی اور عمل کرنے کی تاکید کی اور وہ یہ ہیں۔

"تم علم کو مضبوطی سے پکڑو، اس لیے کہ علم مومن کا دوست اور ان کا خیر خواہ ہے، نیز علم مومن کے وزیر کے قائم مقام ہے اور عقل اس کا رہبر ہے جو ہر وقت کام آتی ہے (نوادر الاصول)

ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا:

جس نے علم کا ایک باب پڑھا تاکہ لوگوں کو تعلیم دے تو ستر صدیقین کا اسے ثواب ملتا ہے، قیامت کے دن تین گروہ کے لوگ شفاعت کریں گے، انبیاء، علماء، شہداء، کیا ہی عمدہ تحفہ اور ہدیہ ہے، حکمت کا ایک کلمہ جسے تم نے سنا اور محفوظ رکھا اور اسے اپنے بھائی تک پہونچایا، اس کا سکھانا مسنون عبادت کے برابر ہے،

حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول ہے، مجھے اس شخص پر تعجب آتا ہے جو علم تو حاصل نہیں کرتا لیکن اسکے باوجود اپنے آپ کو واجب الاحترام سمجھتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار ارشاد فرمایا۔

میرے جانشینوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا! آپ کے جانشین کون ہیں؟ تو ارشاد ہوا وہ لوگ جو میری سنت کو زندہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اس کی تعلیم دیں گے۔

(احیاء العلوم ۱: ۶، ۷، مختصر جامع البیان العلم ص ۲۲۰۹)

علم کی فضیلت میں آثار و اقوال

حضرت علیؓ نے حضرت کمیلؓ سے فرمایا! اے کمیلؓ علم دولت سے بہتر ہے، علم تمہاری پاسبانی کرتا ہے اور دولت کی پاسبانی تمہیں کرنی پڑتی ہے۔ علم حکمراں ہوتا ہے، اور دولت پر حکمرانی کی جاتی ہے۔ دولت خرچ ہونے سے کم ہوتی ہے اور علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا:

علم سکھاؤ کہ علم کا سکھانا نیکی ہے اور اس کی طلب و تحصیل کرنا عبادت ہے، اس کا مذاکرہ کرنا تسبیح اس سے بحث کرنا جہاد، اس کا خرچ کرنا تقرب الٰہی کا ذریعہ اور نہ جاننے والوں کو بتانا صدقۂ جاریہ ہے۔ (ابوداؤد ۲: ۷۷)

حضرت ابوذرؓ کا ارشاد ہے:

علم کا ایک باب جو ہم پڑھتے ہیں وہ میرے نزدیک نفل کی ایک ہزار رکعتوں سے کہیں زیادہ پسندیدہ ہے اور علم کے ایسے باب کا پڑھنا جس پر ہم عمل بھی کر سکیں، سو رکعتوں کے پڑھنے سے افضل ہے۔

حضرت ابن عمرؓ کا قول ہے:

> علم سکھاؤ کہ علم کا سکھانا نیکی ہے اور اس کی طلب و تحصیل کرنا عبادت ہے اس کا مذاکرہ کرنا تسبیح، اس سے بحث کرنا جہاد، اس کا خرچ کرنا تقرب الٰہی کا ذریعہ اور نہ جاننے والوں کو بتانا صدقۂ جاریہ ہے۔

"فقہ کی ایک مجلس ساٹھ سال کی عبادت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے (دارقطنی کنز العمال ۵: ۲۰۸)

حضرت ابن عباسؓ نے علم کا مقام یوں ظاہر فرمایا:

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو علم دولت اور سلطنت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا۔ انھوں نے علم کو منتخب کیا تو دولت و سلطنت بھی علم کے ساتھ ہاتھ آئی

حضرت امام شافعیؒ کا ارشاد ہے۔

علم کی تحصیل نفل پڑھنے سے افضل ہے۔

امام سفیان ثوری کا قول ہے کہ فرائض کی ادائیگی کے بعد علم کی طلب سے زیادہ افضل کوئی چیز نہیں۔

وہ علم مفید ہے جو علم الٰہی کے تابع ہو

مندرجہ بالا آیات و احادیث، آثار، اور اقوال ائمہ کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اسلام میں علم کو غیر معمولی فضیلت و اہمیت حاصل ہے اور اسے حقائق اشیاء کے ادراک و عرفان کا ناگزیر ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسے علم الٰہی کے تابع رکھا گیا ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ انسان

صاحب ارادہ و اختیار ہے اور اسے عقل و فکر کو صحیح یا غلط جہتوں میں لگانے کی آزادی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابلیس جو اس کا دشمن ازلی ہے اسے سبز باغ دکھا دکھا کر فریب دیتا رہتا ہے۔ وہ انسان کی قبیح خواہشات کو مزین کر کے پیش کرتا رہتا ہے، چونکہ انسان فطرتاً حسن پسند ہے اس لیے علم رکھنے کے باوجود شیطان کے فریب سے مات کھا جانے کا ہمیشہ امکان رہتا ہے جس سے کسی حال میں بھی صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔ اور تیسری وجہ یہ ہے کہ عصبیت، وتعصب، حسد و بغض، عناد و تمرد، ظلم و زیادتی ایسے عوامل ہیں جو عقل و فکر کو مسحور و مغلوب کر کے گمراہ کر دیتے ہیں۔ لہٰذا اگر علم صرف معلومات کی حد تک ہے اس کا رشتہ اللہ کی رضا و خشیت سے منسلک نہیں ہے۔ تو وہ علم جسمانی حد تک اپنی افادیت کے باوجود نوع انسانی کی بقاء و تحفظ اور سلامتی کا ضامن نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ علم ایک سانپ ہے جو نوع انسانی کو برابر ڈستا رہے گا۔ "علم را بر تن زنے مارے بود" کا مصداق ہوگا۔

علم کی تعریف

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے علم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

علم وہ ہے جو گناہ کرنے سے زائل ہو جاتا ہے ورنہ گنہگار کو حاصل نہیں ہوتا۔ محض الفاظ دانی کا نام ہوتا تو وہ گناہ کے ساتھ بھی جمع ہو جاتا بلکہ کفر کے ساتھ بھی۔ بس معلوم ہوا کہ علم اس کا نام نہیں ہے۔ حقیقت میں علم کی حقیقت نور ہے، جس کی نسبت اُن پاک میں ہے۔

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

یعنی تحقیق کہ اللہ کی جانب سے نور اور کھلی ہوئی کتاب تمہارے پاس آگئی۔ اسی کو روح بھی فرمایا گیا ہے

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔ اور ان کی تائید کی اپنی طرف سے ایک روح کے ذریعہ۔

بس حقیقت میں یہی چیز علم ہے، علم سے مراد یہ نہیں کہ قال اصل میں قول تھا۔ بلکہ علم ایک نور ہے جس کی نسبت قرآن پاک میں یوں آیا ہے۔

وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ۔

اور ہم نے اس کے لیے ایک نور بنا دیا جس کے ذریعہ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے۔ اس نور کے ہوتے ہوئے قلب کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر جاروں طرف سے اسے تلواروں سے گھیر لیا جائے تب بھی اس کے دل پر ہراس نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے۔ دوپہر کے وقت ایک درخت کے نیچے آرام فرمانے کے لیے اترے آپ نے اپنی تلوار درخت میں لٹکا دی اور درخت کے نیچے سو گئے۔ ایک دشمن نے موقع غنیمت سمجھا اس نے دبے پاؤں آ کر تلوار پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد اس کو نہایت آہستگی سے نیام سے نکالا اور آپ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا آپ کو بیدار کیا اور پوچھا مَنْ يَّعْصِمُكَ مِنِّيْ اس وقت آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ آپ نے اس کی ہیئت دیکھ کر اپنی جگہ سے جنبش بھی نہیں فرمائی اور اس سوال کے جواب میں نہایت اطمینان سے فرمایا کہ "اللہ" یعنی مجھے اللہ بچائے گا۔ بھلا کوئی ایسا کر کے تو دکھا دے بغیر خدا کے تعلق کے کوئی ایسا نہیں کر سکتا تو علم اس کا نام ہے ورنہ ترے الفاظ تو شیطان بھی جانتا ہے، یہی ہے حقیقت علم جو تقویٰ سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہی ہے وہ فقہ جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔ ایک فقیہ شیطان پر ہزاروں عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

اس علم کو حاصل کرنے کے لیے اسلاف نے طول طویل اسفار کیے مشقتیں اٹھائیں، تکلیفیں برداشت کیں۔ (العلم والعلماء ص۶۰)

حضرت عبداللہ بن مبارک جو جلیل القدر محدث ہیں۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ جب سفر سے واپس آتے تو اپنے کپڑے اتار کر کے جھاڑتے اور جو ذرات گرد و غبار کے کپڑے سے جھڑتے اس کو محفوظ کر لیتے اس طرح جس قلم سے حدیث شریف لکھتے اس کو جب بناتے تو اس کا تراشا محفوظ فرما لیتے۔

جب آخری وقت ہوا تو

> علم خدا کی ازلی اور ابدی صفت ہے، علم ایک نور ہے۔ جس سے ظلمتیں دور ہوتی ہیں۔ علم ایک طاقت ہے جس سے حکمرانی قیادت اور تسخیر کائنات کا عمل مکمل ہوتا ہے علم عنایت ربانی اور نعمت یزدانی کا مظہر ہے،

وصیت فرمائی کہ گرد و غبار کا مجموعہ (مٹی کا ڈلا) جو موجود ہے اس کو میری قبر میں رکھ دینا اور قلم کے تراشے سے میرے غسل کا پانی گرم کرنا۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ علم کی راہ میں میری یہ کاوشیں [illegible] فرمائے گا۔ اور میری مغفرت میں یہ چیزیں معاون ہوں گی۔ اس سے اندازہ لگائیے علم کی اہمیت و فضیلت کا۔ اور یہ کہ اہل علم نے علم کو حاصل کیا ہے تو کس جذبہ اور شوق سے علم حاصل کیا ہے اور آج اس کی کس قدر ضرورت ہے۔

علم ایک ہی ہے:

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ علم دنیا ہے اور یہ علم دین ہے اور پھر اسی بنیاد پر دونوں میں تفریق کی جاتی ہے اور دونوں کے ساتھ معاملہ جداگانہ کیا جاتا ہے لیکن یہ بات ملحوظ رکھنی چاہیے کہ اسلام میں علم دین اور علم دنیا کی قطعاً تفریق نہیں۔ علم ایک ہے "علم خدا" ازلی اور ابدی صفت ہے

علم ایک نور ہے جس سے ظلمتیں دور ہوتی ہیں، علم ایک طاقت ہے جس سے حکمرانی قیادت اور تسخیر کائنات کا عمل مکمل ہوتا ہے، علم عنایت ربانی اور نعمت یزدانی کا مظہر ہے، وہ علم ایک ہی ہے، البتہ اس کی دو قسمیں نافع اور ضار ہونے کی حیثیت سے ہیں۔ علم نافع علم دین سے جڑا ہوا ہے اور وہ علم جس کا مقصد نقصان پہونچانا ہے، وہ علم شیطانی ہے اور گھاٹے اور خسارے کا سرچشمہ ہے۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یاد رکھو! شیطان کا گروہ ہی ٹوٹے اور خسارے میں ہے لہٰذا دنیا کا ہر علم اسلام کی نظر میں مطلوب و مستحسن ہے، بس رضائے الٰہی کی شرط ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص علم حاصل کرے اور مقصد اس سے اللہ کی رضا ہو تو جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکتا (ترمذی)

اللہ کی رضا علم نبوت سے حاصل ہوگی

علم نبوت کے بغیر اللہ کی رضا کا تصور نہیں کیا جا سکتا آج بے دینی کا جو ماحول ہے اس میں بچوں کی پرورش کا جو نظام ہے اور خارجی عوامل۔ ٹیلی ویژن، وی۔ سی۔ آر، ریڈیو اور فحش ناولیں اور اخلاق سوز لٹریچر کی وجہ سے علم کی وہ افادیت جو مقصود ہے ختم ہوتی جا رہی ہے، مشرکانہ، ملحدانہ، بلکہ اخلاقی قدروں کے خلاف باغیانہ ماحول بنتا جا رہا ہے، اسکول کالجز یونیورسٹیاں بڑھتی جا رہی ہیں لیکن انسانی قدریں گھٹتی چلی جا رہی ہیں۔ آج ضرورت ہے کہ اس کے خلاف ایک مضبوط بند قائم کیا جائے اور اس کے لیے لازم ہے کہ مدارس و مکاتب جو حقیقت میں علم نبوت کی اشاعت و ترسیل کا فریضہ انجام دے رہے ہیں ان کو مضبوط اور ان کا دائرہ وسیع کیا جائے اور ہر مسلمان بچہ مکتب کی تعلیم کے بعد ہی عصری تعلیم حاصل کرے اور جن لوگوں کو یہ موقع نہ ملے وہ الگ سے اس کا نظم کریں جو پختہ عمر کو پہونچ گئے ہیں ان کے لیے مسجدوں اور مکاتب میں شبینہ یا صباحی درجات قائم کئے جائیں بلکہ یہ تجربہ ان بچوں کے حق میں بھی بہت مفید ہوگا۔ جو مقامی کالجوں میں پڑھتے ہیں اور دینی تعلیم سے محروم ہیں ان کے لیے ایک دو گھنٹہ کی تعلیم مقصد کے حصول میں ممد و معاون ثابت ہوگی لیکن یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب خود سرپرست حضرات بھی اس طرف توجہ فرمائیں، بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت والدین کا فرض ہے۔ بچے حقیقت میں امانت ہیں جن کی نگہداشت صحیح نہیں کی گئی تو خیانت کا جرم عائد ہو سکتا ہے اور ایسے بچے اپنے والدین کے لیے آخرت میں بھی آزمائش کا سبب بنیں گے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهٗ مِنْ نُحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ (مشکوٰۃ المصابیح ۲/۱۳۸۹)

باپ کی طرف سے بیٹے کے لیے اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں کہ وہ اس کو اچھے آداب سکھائے۔

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ تعلیم و تربیت کی ذمہ داری صرف والد کی ہے لیکن حقیقت میں والد اور والدہ دونوں ہی اس میں مراد لیے گئے ہیں۔ عورت اور مرد کو فطری طور پر اپنی اولاد سے غیر معمولی محبت ہوتی ہے اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ اس محبت کا بہترین استعمال کیا ہے؟ وہ استعمال یہ ہے کہ والدین اپنے بچوں کو آداب زندگی سکھائیں اور یہ بغیر اچھی تعلیم و تربیت کے ممکن نہیں ہے۔

دل کی گہرائیوں میں اُتر جانے والا
مٹھاس کی دنیا میں ایک ہی نام
طہورا سوئیٹس
یہاں کی مٹھائیاں ہر دل کو بھا رہی ہیں
اسپیشل مٹھائیاں
• افلاطون • نان خطائیاں • ڈرائی فروٹ برفی
• انجیر برفی • اخروٹ برفی • ملائی برفی
• ملائی مینگو • پائنا پل حلوہ • دودھی حلوہ
• گلاب جامن نیز قسم قسم کے لڈو اور
مختلف قسم کی مٹھائیاں۔
۲۲۵/۴۵، بلاسس روڈ، ناگپاڑہ جنکشن، بمبئی ۸
فون نمبر:- ۳۰۸۲۷۷۳-۳۰۹۱۳۱۸

پندرہ روزہ تعمیر حیات
ایک تحریک ہے، اس کی
توسیع اشاعت میں حصہ لیں۔

انسانیت کا فطری رُخ

تحریر :- مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی
ترجمہ :- شاکر فرخ سہارنپوری

آسمان و زمین کی تخلیق کے ساتھ اللہ رب العزت نے اس کائنات کی تخلیق ایسے فطری طور پر کی ہے جس سے وہ سرمو انحراف نہیں کر سکتی اور نہ ہی اللہ کے متعین کردہ حدود سے تجاوز کی قدرت ہے، اور نہ الٰہی قوانین میں تصرف کا اختیار رکھا ہے اس روئے زمین پر خدائی قانون جاری و ساری ہے اور اس خدائی قانون میں کسی طرح کی تبدیلی نہیں آسکتی۔ لیکن انسان کو جو کہ اس کائنات کی سب سے اہم مخلوق ہے امتیازی طور پر کچھ اختیارات بھی دیئے ہیں جس کے بارے میں رب کریم نے ارشاد فرمایا :-

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَّإِمَّا كَفُورًا ۝

ترجمہ :- اسے رستہ بھی دکھا یا (اب) خواہ وہ شکر گزار ہو خواہ ناشکرا۔

اور وہ انسان کی فلاح و بہبود، ترقی و عروج اور رشد و ہدایت کو دو اہم امور سے وابستہ کیا گیا۔

ایمان کامل :

پہلا امر ایمان کامل ہے جو تمام اعمال صالحہ، اقوال حسنہ اور احوال پسندیدہ کی اصل و بنیاد ہے اس کی حیثیت ویسی ہی ہے جیسے بدن میں قلب کی حیثیت ہے جب قلب درست ہوتا ہے، تو پورا بدن درست رہتا ہے، یہ ایسی روح ہے جو مردوں کو حیاتِ جاوداں بخشتی ہے۔ ساکن اشیاء میں حرکت و نمو پیدا کرتی ہے۔ اور حیاتِ اسلامی کے گاڑی کے پہیوں میں چلنے کی طاقت پیدا کرتی ہے، یہ دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ اور مقبولیت عند اللہ کا وسیلہ ہے یہ غالب آنے والی زبردست طاقت ہے یہ حق و صداقت کی ایسی قوت ہے جس میں دریاؤں کی طغیانی، سمندروں کا تلاطم، بادلوں کی کڑک اور گرج اور نگاہوں کو خیرہ کر دینے والی بجلی کی چمک پوشیدہ ہے۔ اس کے اندر ریشم کی لطافت و نرمی، لوہے کی صلابت و سختی اور آگ کی حرارت و شدت اور گرمی ہے۔

جب ایمان کسی کے دل کی گہرائیوں میں سما جاتا ہے تو وہ اس سے کسی بھی قیمت پر دست دار ہونے کو تیار نہیں ہوتا خواہ اسے تمام مال و متاع، زر و جواہر اور نفیس و رخیص اشیاء کی قربانی کیوں نہ دینی پڑے اور جب یہ ایمان روح کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو انسان سے حیرت انگیز اور خارقِ عادت کارناموں کا ظہور ہونے لگتا ہے۔

اور جب وہ ایمان اعمال میں اتر جاتا ہے تو وہ اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جاتے ہیں اور یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جو شخص شب قدر میں پختہ ایمان و یقین، پورے اعتماد اور ثواب کی امید کے ساتھ اللہ رب کریم کے حضور سر نیاز خم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام سابقہ گناہوں کی بخشش فرما دیتے ہیں۔

انسانی سماج اور خوشگوار زندگی

اور جب ایمان انسانی سماج و معاشرہ، خاندانوں اور گھروں میں آتا ہے تو ان کو ایسی خوشگوار زندگی عطا کرتا ہے، جو خیانت، بغض و حسد اور حقد و کینہ سے پاک ہوتی ہے اور خواہش نفس کی پیروی، غیبت و چغلخوری، افترا پردازی، الزام تراشی اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے وہ کوسوں دور ہوتی ہے اس طرح یہ ایمان انسانیت کو ایک مناسب حسین لباس سے زینت بخشتا ہے، کہ اس سے اس کا حسن و جمال دوبالا ہو جاتا ہے اور خوبصورتی میں چار چاند لگ جاتے ہیں اور اللہ رب العزت نے عرب کے ان بدوؤں کو مخاطب کر کے فرمایا جن کے دلوں میں ابھی ایمان داخل نہیں ہوا تھا اور وہ اسلام کے محاسن اور برکات سے بھی محروم تھے۔

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۝

ترجمہ :- دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے، کہدو کہ تم ایمان نہیں لائے (بلکہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا۔ (احزاب - ۱۴)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا، جن کے دلوں تک ایمان کی رسائی نہیں ہوئی تھی اور جو اس وقت تک صرف زبان سے اسلام کا اقرار کرنے والے تھے "کہ کان کھول کر سن لو! تم لوگ مؤمنین صادقین کے لیے ایذا رسانی کا سبب نہ بنو، ان کو عیب لگا کر شرمندہ و رسوا مت کرنا اور ان کے مخفی اسرار کی جستجو اور

پوشیدہ بھیدوں کی ٹوہ میں نہ رہنا۔

ایمانی قوت اور اعلاء کلمۃ اللہ

ایمان کی قوت ایسی قوت ہے کہ جب یہ جنگوں اور معرکوں میں داخل ہو جاتی ہے تو کبھی معرکۂ بدر کی شکل میں نمودار ہوتی ہے، تو کبھی فتح مکہ کی شکل اختیار کرتی ہے، کبھی قادسیہ اور قسطنطنیہ کی فتح کی صورت میں اور کبھی معرکۂ حطین کی شکل میں جلوہ گر ہوتی ہے، اور کبھی اس کے علاوہ دیگر فیصلہ کن معرکوں کی شکل میں ظاہر ہو کر سامنے آتی ہے اور پھر ایک ایمانی طاقت سے لیس مجاہد دشمنوں کی تعداد، ان کے تیر و تفنگ اور ساز و سامان کی کوئی پروا نہیں کرتا نہ ان کے مادی وسائل کو خاطر میں لاتا ہے، نہ اہل کفر و شرک کا غلبہ اور دور دورہ اس کو ہراساں کرتا ہے، اس کے اندر حق شناسی کی ایسی صلاحیت ہوتی ہے کہ جانب حق تیز گامی سے اس کے قدم بڑھتے ہیں، اور پھر وہ حق و صداقت ہی کو اپنا محور تصور کرتا ہے اور حق کی خاطر جان و مال کی قربانی دیتا ہے، تاکہ اللہ کا کلمہ اونچا اور بلند رہے کیوں کہ حق کی فطرت میں بلندی اور غلبہ ہی ہے۔ وہ باطل کے لیے بادلوں کی کڑک، شرک و بدعت کے لیے برقِ بے اماں، اس کا بحر تلاطم خیز، نافرمانی اور معصیت کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جاتا ہے اور اس کا نام و نشان تک مٹا کر رکھ دیتا ہے۔

وہ تمام مؤمنین کو گرم و کرم کی تلقین کرتا ہے اور ان کو بھائی چارہ کی لڑی میں پرو دیتا ہے، ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو بے سہارا چھوڑے اس پر ظلم و زیادتی کرے اس کی تحقیر و تذلیل کرے، اس سے حسد کرے، حقد و کینہ رکھے۔ اس کے لیے دل میں بغض و عداوت پوشیدہ رکھے۔ اور گالی گلوچ و لعن طعن کرے، بلکہ وہ ایک ایسے ایمانی معاشرہ کو تشکیل دیتا ہے جس کی بنیاد اخوت و بھائی چارگی، محبت و مودت، اخلاص اور الفت پر ہو۔

چنانچہ یہی وہ ایمان کامل ہے جس کے ہم اپنے ان ناگفتہ بہ حالات اور پرفتن دور میں ضرورت مند ہیں اور جس کا دامن تھام کر ہم کبھی کسی غیر مسلم قوم کے سامنے سرنگوں نہیں ہو سکتے۔

علم صحیح

دوسرا امر علم صحیح ہے یہ انسان کا آراستہ و پیراستہ اور مزین و مرصع تاج، اس کی اہم ترین خصوصیت اور اس کا اولیں امتیاز ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے رب کریم اور خالق کائنات کو پہچانتا ہے اور اسی کے ذریعہ اسے خود شناسی و خدا شناسی کی دولت بے بہا نصیب ہوتی ہے اور اپنے انجام سے باخبر ہوتا ہے۔ اس کے سبب خیر و شر، اعمال صالحہ و افعال قبیحہ میں تفریق کرتا ہے اور اسی علم صحیح کی بنیاد پر ایمان کا نور، کفر کی تاریکی واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ آیت کریمہ میں اس جانب اشارہ ہے

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا (بقرہ ۳۱)

ترجمہ :- اور اس نے آدم کو (سب چیزوں کے) نام سکھائے۔

سیدنا آدم علیہ السلام کے سر مبارک کو اسی علمی تاج سے زینت بخشی گئی اور اسی علم صحیح کی وجہ سے دیگر تمام مخلوق پر فضیلت و برتری عطا کی گئی اور اسی علم صحیح کی بنیاد پر خاتم النبیین پر نبوت کا اختتام کیا گیا اور جس کی بنیاد پر قرآن کریم کی یہ پہلی آیت نازل ہوئی جس کے ذریعہ آسمان و زمین کے مدت دراز سے منقطع و غیر مربوط رشتہ کو استوار کیا گیا۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

ترجمہ :- (اے محمد) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم کو) پیدا کیا جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا۔ پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔ (سورۂ علق)

اور دوسری آیت کریمہ میں قرآن کریم نے اسی علم کی فضیلت و اولیت کی طرف اشارہ کیا ہے

وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ ۝

ترجمہ :- اور جان لو نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ (یعنی اللہ)

علم کا اسم الٰہی سے ربط ضروری

لیکن اللہ رب العزت نے علم کو اپنے نام کے ساتھ مربوط کر دیا۔ تاکہ علم نافع اور صحیح ہو۔ اور اس طور پر تحصیل علم کا حکم فرمایا کہ اس کے نام کی نسبت اس کے ساتھ جڑی ہوئی ہے تاکہ یہ علم گمراہی کا سبب نہ بنے اور نہ ہی طالب علم کی ذات، اس کے خاندان، سماج و معاشرہ اور حکومت کے لیے باعث مضرت ہو۔ جیسا کہ آج کے اس دور میں ہم ان ممالک کا مشاہدہ کر رہے ہیں جن میں یونیورسٹیاں ہیں، کالجز ہیں، کتب خانے، مکتبے اور میڈیا کے سینٹر ہیں اور یہ مغربی ممالک ہیں اور یہی علم آج ان کے لیے ان سوسائٹیوں کے لیے باعث مضرت بنا ہوا ہے۔ ان ممالک میں طلباء کی بہت سی جماعتیں اور ٹولیاں ہیں جو کثیر تعداد میں ان یونیورسٹیوں اور کالجوں سے فراغت حاصل کر رہے ہیں اور مختلف علوم و فنون میں ریسرچ و تحقیق کے فرائض انجام دے رہے ہیں نیز نوادر کتب کی چھان بین اور قدیم مخطوطات کو منظر عام پر لانے کی بھی ذمہ داری نبھا رہے ہیں لیکن یہ عالم رنگ و بو شہادت دے رہا ہے کہ یہ علم انھیں کے لیے

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

ایک قدیم ترین ندوی اور قرآن کریم کی خدمت

مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محبوب الرحمٰن ازہری

مولانا فضل الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اصلاً کیرانہ ضلع مظفر نگر کے رہنے والے تھے ان کے والد حافظ محمد ابراہیم صاحبؒ جید حافظ تھے اور آخر وقت تک قرآن کی خدمت میں مشغول رہے قدیم زمانہ میں مسجدوں میں ہی حفظ قرآن کا سلسلہ جاری ہوتا تھا۔ حافظ محمد ابراہیم صاحب کے والد احمد علی صاحب پٹواری تھے۔ انگریزوں کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اور انگریزوں کو کالوں پر اعتماد نہیں تھا۔ ڈپٹی کلکٹر انگریز تھا۔ اور اس نے پٹواریوں کا امتحان لینا شروع کر دیا۔ اور بہتوں کو ڈسمس کر دیا۔ کیرانہ کا رخ کیا تو لوگوں نے پہلے ہی سے کہنا شروع کر دیا۔ "شیخ جی اب تمہاری باری ہے" احمد علی صاحب نے جواب دیا "دیکھا جائے گا۔ انگریز خدا تو ہے نہیں رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے" بالآخر وہ دن آ ہی گیا کہ ڈپٹی کلکٹر آ دھمکا اور اس نے شیخ جی کو بلوایا اور مشین فٹ کر کے مخاطب ہوا "شیخ جی اس زمین کا رقبہ بتاؤ" انھوں نے دیکھ کر کہا کون سا رقبہ بتاؤں جو مشین میں ہے یا جو واقعی ہے؟ کلکٹر چونکا اور کہا "دونوں بتاؤ" شیخ جی نے کہا "مشین اتنا بتاتی ہے اور واقعی رقبہ اتنا ہے" اس کو برا ضرور لگا لیکن اس نے کہا مشین تو میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ تم واقعی رقبہ ناپ کر دکھاؤ" شیخ جی نے جریب سے ناپ کر دکھا دیا کہ واقعی رقبہ اتنا ہے جو مشین کے خلاف ہے۔ ڈپٹی کلکٹر نے کہا ایسا کیوں ہے؟ شیخ جی نے کہا مشین کی فٹنگ غلط ہے جس کی وجہ سے ایسا ہوا اور مشین کو ڈھنگ سے فٹ کر کے دکھایا کہ واقعی رقبہ اس میں بھی آ گیا۔ اس نے متاثر ہو کر کہا "شیخ جی تم کو کوئی نہیں ہٹا سکتا۔" دوبارہ دورہ پر آیا تو کہا "شیخ جی! تمہارا کوئی لڑکا ہے جس کو پٹواری بنا دوں"۔ بڑا لڑکا اس طرح پٹواری بن گیا۔ دوسرے دورہ پر آیا تو دوسرا لڑکا پٹواری بنا دیا گیا۔ تیسری بار جب آیا اور تیسرے کو پٹواری بنانے کے لیے کہا تو شیخ جی نے عرض کیا بس تیسرا محمد ابراہیم کو میری آخرت کے لیے رہنے دیجئے۔ پہلے دونوں کی اولاد میں پٹوارگیری آخر وقت تک جاری رہی۔

حافظ محمد ابراہیمؒ نے قرآن کی خدمت کی اور حافظ کے نام سے مشہور ہوئے ان کے بڑے لڑکے فضل الرحمٰن نے بھی کیرانہ ہی میں حفظ کیا۔ کیرانہ حفاظ کا قصبہ مشہور تھا۔ ایک حافظ رحمت اللہ صاحب جامع مسجد میں حفظ کراتے تھے دوسرے حافظ بندو ان دونوں کا اتنا فیض تھا کہ کیرانہ کا بچہ بچہ حافظ تھا۔ رمضان میں مسجدوں میں تراویح سنانے کے لیے ہر مسجد میں بیک وقت دو حافظ پڑھتے تھے۔ اور پندرہ روز میں ختم ہونے کے بعد دوسرے دو پڑھتے تھے اس طرح ہر مسجد میں چار حافظ ستاتے تھے، پھر جو بچ جاتے وہ تراویح میں جا کر غلط لقمہ دیکر نیت توڑ کر بھاگ جاتے یہ تھا وہ ماحول جس میں حافظ فضل الرحمٰن نے آنکھیں کھولیں اور حافظ ہوئے۔

کیرانہ کا نام جنگ آزادی میں بھی پیش پیش ہے اور وہاں سے ہی مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی نے پادریوں کی یلغار کو للکارا تھا اور اکبر آباد کے مناظرہ کے بعد ان کی گرفتاری کی کوشش کی گئی کیرانہ کا محاصرہ کیا۔ اور تلاشی ہوئی مولانا ایک کسان کے بھیس میں کندھے پر لاٹھی رکھے ہوئے گنے کے کھیت سے نکلے تو فوجی نے روکا مولانا نے فرمایا "کیا ہوا ہے میں تو اپنے کھیت کو جا رہا ہوں اس نے راستہ دے دیا اور مولانا روانہ ہو گئے۔ اور گجرات ہوتے ہوئے کشتی سے مکہ معظمہ پہونچ گئے۔

حافظ فضل الرحمٰن کی والدہ کا انتقال بچپن ہی میں ہو گیا تھا۔ اور ان کی پرورش ان کی پھوپھی نے کی جن کے شوہر مولانا عبدالحکیم صاحب تھے، جو دینی تعلیم و تدریس میں زندگی بھر مشغول رہے، فتحپور ہنسوہ کے رہنے والے مسعود صاحب تحصیلدار ہو کر کیرانہ میں تعینات ہوئے۔ ان کو اپنے بچوں کی دینی تعلیم کے لیے ایک اتالیق کی ضرورت تھی، مولانا عبدالحکیم صاحب کو مقرر کیا گیا۔ جب مسعود صاحب کا تبادلہ ہوا تو انھوں نے مولانا عبدالحکیم صاحب پر اصرار کیا کہ ان کے ہمراہ فتحپور ہنسوہ چلیں اور بچوں کو تعلیم دیں۔ اس زمانہ کی عادت کے مطابق بڑے آدمی صرف اپنے بچوں کے لیے نہیں بلکہ دوسرے بچوں کو ساتھ پڑھاتے تھے۔ اس طرح مکتب کی شکل بن جاتی تھی اور ماحول بھی مکتب کا ہو جاتا تھا۔ یہی مکتب مدرسہ اسلامیہ امدادیہ فتح پور ہنسوہ قائم ہے۔ اس مکتب کے ایک طالب علم ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب سابق ناظم ندوۃ العلماء ہیں۔ ہنسوہ میں مولانا عبدالحکیم صاحب باقی عمر رہے اور وہیں

مدفون ہوئے۔ رمضان کی چھٹی میں جب کیرانہ جاتے اور واپس آتے تو مظفر نگر کے (دھوڑی کے جوتے) ساتھ لاتے اور ان کو فروخت کر کے اس کی آمدنی سے مدرسہ کے لیے تیرہ بیگھہ زمین خرید کر وقف کی۔ موصوف اپنے ہمراہ فضل الرحمان کو بھی لے آئے جو حافظ ہو چکے تھے۔ اور ابتدائی تعلیم شروع کی خود حافظ فضل الرحمٰن صاحب کا کہنا ہے کہ رمضان میں دن بھر لنگڑ کھیلتے تھے اور شام کو تراویح کے لیے کھڑے ہو جاتے ان کے سامع کا کہنا تھا کہ ایک چوتھائی یہ پڑھتے ہیں اور تین چوتھائی میں پڑھتا ہوں وہی ایک چوتھائی پڑھنے والا فضل الرحمان اپنی پچاس سالہ عمر میں کیرانہ جاتا ہے اور کیرانہ والے کہتے ہیں کہ باہر کا شخص کیرانہ آ کر قرآن نہیں سنا سکتا یہ ان کی غیرت و حمیت کی بات تھی۔ حافظ فضل الرحمان نے سرہند میں کئی قرآن ختم کرنے کے بعد آخر رمضان میں کیرانہ پہونچ کر تین شب میں قرآن سنایا۔ خاندانی حویلی کی مسجد تھی۔ اس لیے کوئی بول نہیں سکا پہلے دن کیرانہ کے حفاظ آئے آ کر سنا دوسرے دن ان کے استاد شاگردوں کے ایک گروہ کے ساتھ پہنچے اور سنا بالآخر کہا گیا "آخر ہے تو کیرانہ ہی کا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں"۔

ندوہ قائم ہوا تو اس میں سب سے پہلے داخل ہونے والے چھ طلبہ میں چوتھا نمبر فضل الرحمان کا تھا اولین تین کاکوری کے مولوی ضیاء الحسن سن فراغت عالمیت ۱۹۰۶ء، عزیز الحسن صاحب وغیرہ تھے اور چوتھے فضل الرحمٰن نے ندوہ ہی میں تعلیم حاصل کی اور فارغ ہوئے۔ ان کا سن فراغت عالمیت ۱۹۰۸ء ہے اس کے بعد ندوہ ہی میں مدرس ہوئے مدرس صرف و نحو تھے ان کے شاگردوں میں جو خود اعتراف کرتے تھے مولانا سید شاہ حلیم عطاء صاحب تھے۔ جو اپنے حافظہ میں مشہور محدث گزرے ہیں اور مولوی کلیم احمد بہرائچی جو مہتمم کتب خانہ تھے مدت ملازمت ندوہ کے ریکارڈ کے مطابق ستمبر ۱۹۱۱ء سے جولائی ۱۹۱۷ء تک ہے شروع میں مشاہرہ مبلغ بیس روپیہ ماہانہ تھا اور آخر میں پچیس روپیہ ماہانہ ہوا۔ ملاحظہ ہو نقشہ تنخواہ ملازمین دارالعلوم من ابتدا یکم اپریل ۱۹۱۷ء لغایت اکتوبر ۱۹۱۷ء ..... مولوی فضل الرحمٰن مدرس صرف و نحو مشاہرہ ۷ ماہ ۱۳۵۵ء اور ۱۱۳ روداد اجلاس شانزدہم ندوۃ العلماء منعقدہ ۷، ۸، ۹ اپریل ۱۹۹۷ء مطابق ۱۴، ۱۵، ۱۶ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ مقام مدراس)

تعمیر مساجد:

تعمیر مساجد کا خاص ذوق تھا۔ لکھنؤ میں سرکٹے نالہ پر جھوائی ٹولہ کے قریب ایک ویران مسجد تھی جو جناتی مسجد کے نام سے مشہور تھی اس میں گوالے بھینس باندھتے تھے مرحوم نے اس کی تعمیر کرائی۔ اور پہلے سال ہی رمضان المبارک میں اپنے بڑے لڑکے محمد فضل الرحمان سے قرآن ختم کرایا۔ اتفاق ہے کہ بعد عید لو لگنے سے ان کا انتقال ہو گیا جس کا والدین کو بہت افسوس ہوا۔ والدہ تو چھ ماہ تک بستر علالت پر پڑی رہیں اسی سال رجب میں مولانا عین القضاۃ صاحبؒ کا انتقال ہوا۔ اور مرحوم لکھنؤ سے دل برداشتہ ہو گئے۔ دوسرے سال مولانا سید علی زینبی صاحب نے اپنے صاحبزادہ سے قرآن پڑھوایا۔ اور اتفاق ہی ہے کہ اس کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد سے کافی عرصہ تک کسی نے قرآن سنانے کی جرأت نہیں کی اور مشہور ہو گیا کہ جو بھی اس مسجد میں قرآن پڑھے گا وہ زندہ نہیں بچے گا۔ "واللہ المحیی والممیت" مسجد آج بھی قائم ہے لکھنؤ چھوڑنے کے بعد ضلع مظفر نگر میں قصبہ ٹپرانہ میں ایک سال رہے وہاں کے باشندوں میں مسجد کے بارے میں دو فریق میں کافی اختلاف تھا اور ہر فریق دوسرے فریق کو مسجد بنانے سے روک رہا تھا مرحوم نے وہاں قیام کے دوران دونوں فریقوں میں مصالحت کرائی اور مسجد کو تعمیر کیا۔

مولوی فضل الرحمان کے نواسہ ڈاکٹر محمد نعیم ندوی نے اپنے تحقیقی مقالہ میں "باعث تحریر" کے زیر عنوان لکھا ہے "علامہ شبلیؒ اور ان کے دبستان فکر کے گل سرسبد مولانا سید سلیمان ندویؒ سن فراغت عالمیت ۱۹۰۷ء سے راقم سطور کی ذہنی وابستگی اور عقیدت و شیفتگی کی بنیاد محض علمی یا جذباتی نہیں بلکہ درحقیقت اس کی پشت پر گوناگوں اسباب و عوامل کارفرما ہیں جس خاندانی ماحول میں میرے شعور و تعقل نے آنکھیں کھولیں۔ وہ اس صدی کے آغاز ہی سے شبلیؒ و سلیمانؒ اور ندوہ و دارالمصنفین کے چرچوں سے معمور رہا ہے۔ چنانچہ نانا مرحوم مولانا فضل الرحمان ندوی کیرانوی جن کا اصل وطن کیرانہ ضلع مظفر نگر تھا بچپن ہی سے تحصیل علم کے لیے لکھنؤ آئے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل ہو کر متوسطات تک کی تعلیم پائی۔ (درجہ عالمیت ۱۹۰۸ء میں پاس کیا۔ راقم) اور پھر فکر معاش سے مجبور ہو کر ندوہ ہی میں صرف و نحو کے مدرس ہو گئے۔ وہ صرف و نحو و ریاضیات میں خصوصی مہارت رکھتے تھے مرحوم دنیا سے نفرت، قناعت و سادگی، خودداری و استغناء زہد و اتقاء اور انابت الی اللہ ان کی شخصیت کے نمایاں ترین جوہر تھے۔ ان کے تلامذہ میں مولانا شاہ حلیم عطاء سلونویؒ نے اپنے غیر معمولی وسعت مطالعہ مفقود النظیر قوت حفظ اور اعلیٰ لطافت کے باعث شہرت عام پائی۔ حضرت نانا مرحوم نے ندوہ کی وہ فصل بہار دیکھی تھی جب علامہ شبلیؒ دارالعلوم کے معتمد تعلیم (اور مولانا سید عبدالحیؒ حسنی کی نظامت کا عہد تھا۔ راقم) اور ان دونوں کی عہد آفریں

قیادت میں ندوہ کی شہرت و مقبولیت کے غلغلہ سے پورا ملک گونج رہا تھا۔ نانا مرحوم نے علامہ شبلی (اور مولانا عبدالحیؒ ناظم ندوۃ العلماء راقم) کے ایماء سے مکتبۃ المعین ندوہ کے نام سے ایک تجارتی ادارہ قائم کیا تھا جو عرصہ دراز تک محلہ جھاؤلال میں واقع ان کے مکان کے زیریں منزل کے ایک کمرہ میں رہا۔ اس مکتبہ کے ذریعہ انھوں نے لکھنؤ میں پہلی بار مصر، بیروت اور قسطنطنیہ کی عربی مطبوعات کی تجارت کا آغاز کیا جو آج بھی نانا مرحوم کے نام سے المعین ندوہ کا اشتہار (شروع میں نام سے اس کے بعد منیجر معین الندوہ کے منصب سے راقم) رسالہ الندوہ کی قدیم فائلوں کی زینت ہے یہی تخم بارآور ہو کر پہلے شبلی بکڈپو جس کو مولوی کلیم احمد صاحب نے نذیر آباد میں جاری رکھا اس کے بعد مکتبہ تعاون کے نام سے مولانا حافظ محمد عمران خاں صاحب ندوی نے ندوہ میں منتقل کیا پھر المکتبۃ التجاریہ کے نام سے (اور اب المکتبۃ الندویہ کے نام سے) اپنے موسس اولین کی یاد تازہ کر رہا ہے علامہ شبلی (اور مولانا سید عبدالحیؒ) نانا مرحوم کے حسن انتظام اور خوش سلیقگی کے بڑے قدرداں اور معترف تھے ان کے اکثر حسابات کی رقمیں بھی نانا جان کے پاس رہتی تھیں۔ اس تقریب سے مکاتیب شبلی میں متعدد جگہ ان کا نام بھی ملتا ہے۔

نانا مرحوم حضرت سید صاحب کے ہمدرس و ہمعصر تھے۔ اور دونوں بڑے گہرے اور مخلص دوست تھے۔ دونوں نے ایک ہی وقت میں نابغہ عصر استاد مولانا محمد فاروق چریاکوٹی صدر مدرس دارالعلوم کے خرمن فضل و کمال سے خوشہ چینی کی سعادت حاصل کی تھی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ دونوں ہی میں باہمی مودت و محبت اور اخلاص و یگانگت پختہ سے پختہ تر ہو کر تاحیات باقی رہی۔ حضرت سید صاحب دکن کالج کی ملازمت کے زمانہ میں پونہ سے جب کبھی لکھنؤ تشریف لاتے تو اس تعلق دیرینہ کے باعث وہ نانا مرحوم کے مکان واقع پل جھاؤلال ہی پر قیام فرماتے تھے۔ ان کے سانحہ ارتحال اکتوبر ۱۹۴۴ء پر حضرت سید صاحب نے اپنے خون جگر کی روشنائی سے جو ماتمی مضمون لکھا ہے اس کی سطر سطر میں سوگواری، رقت، غمناکی اور اثر آفرینی کی رسی ہوئی بجلیاں پنہاں ہیں یہاں صرف اس کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے جس سے نانا مرحوم کی شخصیت کے بعض نمایاں پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے

"مرحوم نے عین جوانی میں انابت الی اللہ کی توفیق پائی اور مدرسہ (ندوہ) کی نوکری چھوڑ کر مولانا عین القضاۃؒ لکھنوی کے نقشبندی مجددی طریقہ میں بیعت کی اور ان ہی کے مدرسہ فرقانیہ میں مدرس بھی ہو گئے۔ اور پھر ان ہی کے ہو رہے۔ ان ہی کے زمانہ میں حج سے بھی فراغت پائی (تاریخ حج۔ حج جا ۱۳۳۸ھ راقم) ان کی وفات کے بعد لکھنؤ سے سرہند جا کر خانقاہ مجددیہ کی جامع مسجد میں خطابت، امامت قبول کی آخر میں اس کا معاوضہ چھوڑ کر لوجہ اللہ اس کام کو انجام دیتے رہے اور متوکلانہ زندگی بسر کرتے رہے اس سلسلہ میں سارے متوسلین جو افغانستان سے گجرات تک پھیلے ہوئے ہیں ان سے اچھی طرح واقف اور مداح ہیں، قناعت پسند، زہد پیشہ، پھر بذلہ سنج ہمیشہ باغ و بہار اور شاداں و فرحاں رہتے تھے دوستوں کی دوستی میں بے حد پائیدار اور مخلص تھے۔

حضرت نانا مرحوم کے حلقۂ احباب میں شبلیؒ و سلیمان کے علاوہ مولانا حبیب الرحمان خاں شیروانی، ڈاکٹر حکیم سید عبدالعلی صاحب (ناظم ندوۃ العلماء) حکیم عبدالمعید صاحب، مولانا ظفر الملک صاحب علوی، (ایڈیٹر الناظر) منشی سید محمد خلیل صاحب نہٹوروی، مولانا محمد سعید صاحب کیرانوی، (والد مولانا محمد سلیم صاحب ناظم مدرسہ صولتیہ (مکہ مکرمہ) مولانا سید علی زینبی صاحب جیسی ممتاز و متنوع الکمالات شخصیتیں شامل تھیں جن کا کسی نہ کسی حیثیت سے تحریک ندوۃ العلماء کے فروغ و ترقی سے تعلق رہا ہے۔ ندوہ سے اس غیر معمولی شغف کے باعث نانا مرحوم نے اپنے چھوٹے بھائی مولانا عزیز الرحمن صاحب مرحوم (سنہ فراغت عالمیت ۱۹۱۷ء) کو بھی ندوہ ہی میں تعلیم دلائی جو عربی زبان و ادب میں اپنے اختصاص کی وجہ سے "ادیب" کے لقب سے مشہور عام ہوئے انھوں نے خیرآباد اودھ ضلع سیتاپور میں اپنی بساط درس۔ آراستہ کی اور نہایت زہد و قناعت کے ساتھ تاحیات تشنگان علم کو سیراب کرتے رہے"

(دوسری قسط آئندہ)

(بقیہ) انسانیت کا فطری رُخ

وبال جان بن چکا ہے اور اس علم کی وجہ سے وہ تمام لوگ اور پورا عالم مسلسل مصائب سے دوچار ہے۔ لہٰذا آج کائنات کو اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ وہ علم و اخلاق اور ایمان و انسانیت کے فطری تقاضوں اور طبعی راستوں کی طرف واپس آئے۔ جیسا کہ وہ اللہ کے مقرر کردہ اپنے فطری راستوں کی طرف گامزن ہے

والشمس تجری لمستقر لہا ذالک تقدیر العزیز العلیم ۝

یہ دو فطری و اساسی ستون ہیں جب یہ صحیح طریقہ اور سیدھے راستے پر ہوں گے تو انسان اس عالم میں امن و راحت کے ساتھ پاکیزہ زندگی گزارے گا۔۔۔۔ لہٰذا ہم مسلمانوں کے لیے مناسب نہیں کہ ہم اس میدان میں کوتاہی کریں۔ بلکہ ہم پر لازم ہے کہ انتھک جدوجہد کریں تاکہ انسان کو اس کا کھویا ہوا منصب حاصل ہو جائے اور اس کی عظمت رفتہ بحال ہو جائے۔

اسکولوں کے نصاب تعلیم میں تشویشناک تبدیلی

دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش کی طرف سے حسب ذیل مراسلہ موصول ہوا ہے، جو واقعتہً بہت قابل فکر و توجہ ہے اس کے لیے مسلمانوں کو ذمہ داران حکومت تک اپنی ناپسندیدگی پہونچانا چاہیئے۔ (ادارہ)

مکرمی سلام مسنون!

وزیر تعلیم بیسک ایجوکیشن نے اتر پردیش کے تعلیمی نظام میں نئے تعلیمی سال سے کچھ اہم تبدیلیوں کے نفاذ کا اعلان کیا ہے ان میں مندرجہ ذیل باتیں قابل توجہ ہیں۔

۱۔ ایش وندنا پر زور دیا جائے (ایشور کی پوجا کی جائے)

۲۔ وندے ماترم کو لازمی قرار دیا جائے۔

اس میں طلباء ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو کر جو الفاظ ادا کرتے ہیں ان کا مطلب حسب ذیل ہے" میں بھارت ماتا کی وندنا کرتا ہوں (سلام کرتا ہوں) یہ خوبصورت صاف پانی سے بھری ہوئی۔ اچھے قسم کے میٹھے پھلوں سے بھرا ملیم پہاڑ (جہاں چندن ملتا ہے) اور بھری کھیتی سے سنوری ہوئی بھارت ماتا کی میں وندنا کرتا ہوں (ہاتھ جوڑ کر مانگتا ہوں سلام کرتا ہوں)

صاف چاندنی سے خوشی پیدا کرنے والی رات۔ کھلے ہوئے پھولوں اور ہرے بھرے پتوں سے لدے ہوئے درختوں سے خوبصورت دل پر اثر کرنے والی ہنسی والی دلآویز اور میٹھی آواز سے بھری ہوئی۔ ہر طرح سے آرام اور خواہش کے مطابق بخشش دینے والی بھارت ماتا کی میں وندنا (سلام) کرتا ہوں۔ ہاتھ جوڑ کر مانگتا ہوں

۳۔ اخلاقی تعلیم کو لازمی بنایا جائے۔

۴۔ ورزش لازمی نصاب کا حصہ ہوگی۔

۵۔ ابتدائی اور ثانوی درجات کی ۸۵ کتابوں کی تبدیلی کی جائے۔

جہاں تک اخلاقی تعلیم کا تعلق ہے اس میں اب تک یہی ہوتا رہا ہے کہ زیادہ تر ہندو مذہب کے قصوں کہانیوں۔ اور دیومالائی کہانیوں کو نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔ اس طرح مسلمان بچوں کے ذہن پر ہندو مذہب کا نقش مسلط کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ورزش میں سورج کی نمسکار کی ایک کسرت ابتدا ہی میں رکھی گئی ہے جس میں سورج کی طرف منھ کر کے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہونا پڑتا ہے اور پھر اس کے سامنے جھک کر سورج کو نمسکار کرنا پڑتا ہے، جس کے لیے ہر دور حکومت میں دینی تعلیمی کونسل نے احتجاج کیا۔ اور اس کے اخراج کا مطالبہ کیا۔ نصاب تعلیم کے سلسلے میں درجہ اول سے درجہ دہم تک کی نصابی کتابوں کا جائزہ لیا گیا ہے، اور قابل اعتراض فرقہ وارانہ اور اہانت رسول و صحابہ والے مواد کی نشاندہی کی گئی ہے اور برابر حکومت اتر پردیش کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی ہے کہ ایسے مواد کو نصاب سے خارج کیا جائے خاطر خواہ نتیجہ ابھی تک برآمد نہیں ہو پایا تھا کہ موجودہ وزیر تعلیم جن کا تعلق بھارتیہ جنتا پارٹی سے ہے یہ اعلان کر دیا کہ جولائی سے ایش وندنا (ایشور کی پوجا کرنا) اور وندے ماترم اسکولوں میں لازمی قرار دیا جائے یعنی ہر روز تعلیم کا آغاز اسکول اسمبلی میں ان پر ارتھناؤں کے بعد کیا جائے اب تک قومی ترانہ "جن گن من" اسکول اسمبلی میں گایا جاتا تھا یہ دونوں باتیں مسلمان بچوں کو بھی لازمی طور سے کرنی پڑیں گی جو اسلامی عقائد کے خلاف اور مسلمان بچوں کو ہندو مذہب کی طرف راغب کرنے اور ہندو دھرم کی چھاپ ان کے ذہنوں میں بیٹھانے کی ایک کوشش ہے۔

دینی تعلیمی کونسل کی طرف سے مسلمانوں کو حسب ذیل ہدایت دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ سے گذارش ہے کہ مسلم رائے عامہ اور سیکولر ذہن کے غیر مسلم حضرات کی رائے عامہ کو بیدار کریں اور ایک مختصر میمورنڈم تیار کر کے وزیر اعلیٰ یوپی، وزیر اعظم ہند اور مرکزی وزیر تعلیم ایس آر بومئی کو بھیجا جائے اور اس میں ان تبدیلیوں پر اظہار تشویش کیا جائے اور اس اقدام کو فوری روکنے کا مطالبہ کریں۔ نیز وزیر اعلیٰ و وزیر اعظم کو فوری اقدام کے لیے زیادہ سے زیادہ تعداد میں مندرجہ ذیل تار دینے کا بھی نظم کیا جائے۔

"MUSLIMS EXPRESS ANGUISH AND RESENTMENT OVER PROPOSAL INTRODUCING VANDEMATRUM AND ISH-VANDANA COMPULSORILY IN O.P. SCHOOL AND TAPPEAL TO A LONDON THIS PERPOSAL"

پیش رفت سے مرکزی دفتر کو بھی آگاہ کیا جائے۔

(ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی)
جنرل سکریٹری دینی تعلیمی کونسل (یوپی)

محمد طارق ندوی

سوال و جواب

س:۔ بعض لوگ غیر مسلم کو جب وہ مرجاتا ہے تو شہید کہتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

ج:۔ غیر مسلم کو شہید کہنا جائز نہیں ہے

س:۔ ایک شخص سے دھوکے میں طلاق نامہ پر دستخط کرالی گئی تو کیا شرعاً یہ طلاق معتبر ہے۔؟

ج:۔ مذکور شخص نے زبان سے طلاق نہیں دی ہے بلکہ دھوکہ دے کر طلاق نامہ پر اس کی دستخط کرالی گئی ہے وہ خود طلاق دینے کا انکار کر رہا ہے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

س:۔ کیا نماز شکرانہ دو، دو رکعتوں کے بجائے چار چار رکعت کرکے پڑھ سکتے ہیں؟

ج:۔ ہاں چار چار رکعت کرکے بھی پڑھ سکتے ہیں۔

س:۔ ایک شخص کی تسبندی ہوچکی ہے کیا وہ اذان کہہ سکتا ہے؟

ج:۔ تسبندی کرانے والا حرام فعل کا ارتکاب کرنے والا ہے مرتکب حرام شرعاً فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ ہے۔

س:۔ ایک عورت کا مہر اس کے شوہر کے ذمہ ہے تو کیا ملنے پر گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟،

ج:۔ نہیں گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کی ادائیگی عورت پر لازم نہیں ہے۔ قبضہ کرنے کے بعد اگر زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ رہی ہے تو سال گزرنے پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

س:۔ ایک شخص سے جبراً طلاق لکھوائی گئی تو یہ طلاق شرعاً معتبر ہوگی یا نہیں؟

ج:۔ زبردستی طلاق لکھوا لینے سے جبکہ زبان سے اس شخص نے طلاق نہیں دی طلاق واقع نہ ہوگی۔

س:۔ مقیم مسافر امام کی اقتدا کرے تو بقیہ رکعتوں میں قرأت کریگا یا نہیں؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں بقیہ رکعتوں میں خاموش کھڑا رہے گا۔ وہ حکماً امام کے پیچھے ہے، بلا قرأت دو رکعت ادا کرے۔

س:۔ بعض مقامات میں ایسی مجبوری ہوتی ہے کہ استنجا صرف کھڑے ہوکر کرسکتے ہیں بیٹھ کر نہیں تو ایسے موقع پر شرعاً کیا حکم ہوگا

ج:۔ بلا عذر کھڑے ہوکر قضاء حاجت کرنا شرعاً ممنوع اور ناپسندیدہ عمل ہے البتہ مجبوراً اس کی شرعاً گنجائش ہوگی مجبوری کی حالت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر استنجا فرمایا ہے، اس کا ثبوت احادیث میں موجود ہے۔

س:۔ اگر ٹیپ ریکارڈ میں تلاوت قرآن ہو رہی ہے اور اس کو کوئی شخص سن رہا ہے تو کیا آیت سجدہ آنے کے وقت سننے والا شخص سجدۂ تلاوت کرے گا یا نہیں؟

ج:۔ صورت مسئولہ میں ٹیپ ریکارڈ پر سنی گئی آیت سجدہ پر سجدۂ تلاوت نہیں کیا جائے گا۔

دعائے مغفرت

جاجمئو کانپور کے معروف صنعتی ادارے ایرانڈیا کے بانی، سربراہ حاجی منت اللہ صاحب کا ۱۰۳ سال کی عمر میں مورخہ ۲۸ر جولائی ۱۹۹۷ء کو انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حاجی منت اللہ مرحوم کی نماز جنازہ دارالتعلیم والصنعت کے میدان میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے بعد نماز عصر پڑھائی۔ مرحوم دارالعلوم ندوۃ العلماء کی شاخ دارالتعلیم والصنعت کے بانی و صدر تھے اور دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مجلس شوریٰ کے رکن بھی تھے۔ حاجی منت اللہ صاحب حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی سے خصوصی تعلق رکھتے تھے اس کے علاوہ مرحوم زندگی بھر مسلمانوں کے اصلاح معاشرہ کی تحریکوں، دینی علوم اور نشر و اشاعت کے لیے کوشش کرتے رہے۔ قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

بمبئی میں
اعلیٰ معیاری مٹھائی : بیکری مصنوعات
خصوصی مصنوعات
ڈرائی فروٹ، انجیر برفی، انناس، پائناپل برفی، مینگو برفی، بادامی حلوہ، کاجو قتلی، کاجو رول، گلاب جامن وغیرہ
شیرینی دنیا کا تاج۔
تاج کی مٹھائیاں
کرافٹ مارکیٹ جنکشن ۴۰۱ کرناک روڈ بمقابل کرافٹ مارکیٹ بمبئی ۔ ۴۰۰۰۰۳
فون نمبر : ۳۴۲۱۵۷۸ -

بقیہ: درس حدیث

پیدا کیا)، اگر لوگ اس حقیقت پر غور کرتے، تو اس وقت جتنے طبقاتی فرق پائے جاتے ہیں سب کمزور پڑجاتے ہیں، جنھوں نے ایک ہی جنس کے لوگوں کو منتشر کر رکھا ہے، اور ایک ہی رشتہ کے بندھنوں کو پارہ پارہ کر دیا ہے، یہ سارے کا سارا فرق و انتشار خارجی پیش آنے والی دھوکے کی ٹٹیاں ہیں جن کے محبت کے رشتہ اور اس کے تقاضے پر غالب آجانے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ نہ ہی نفس کی فطری محبت اور اس کے حق کے باہم ملانے اور ایسے ملک حقیقی کے حق اور اس کے خوف پر غالب آنے کا کوئی جواز تھا" اسلام قدیمی خدائی قانون کو لے کر آیا تاکہ مدت سے گمراہی میں پڑے رہنے کے بعد انسانیت کو اس آسان و سہل حقیقت کی راہ پر لگادے، جو حدیث میں اس طرح ادا ہوا ہے" جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی پیدا کی جائے اور اس کی عمر بڑھادی جائے وہ رشتوں کو جوڑے رکھے"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا جب پیدا کر چکا تو رشتہ نے (اللہ تعالیٰ سے) کہا یہ قطع رحمی کے سلسلہ میں آپ کی پناہ طلب کرنے کا وقت ہے" اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں۔ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں جو رشتہ کو جوڑے اور اس سے کاٹوں جو رشتہ کو کاٹے۔ تو رشتہ نے کہا اے میرے آقا اس پر راضی ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا تو پھر میں ایسا ہی کروں گا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاہو تو پڑھ لو! "فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ"

ان آیات و احادیث میں اسلامی قانون کے اندر خاندانی نظام کی طرف توجہ و فکر کی بڑی ہدایات ہیں جن کے بغیر مضبوط خاندانی عمارت قائم نہیں ہوسکتی تھی، متعدد کتب حدیث میں بکثرت ہوئی ایسی بہت سی حدیثیں ہیں، جو اسلامی نظام کے اندر رشتہ و قرابت کا پاس و خیال کرنے کی تعلیم دیتی ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رحم (یعنی رشتہ رحمٰن سے جڑا ہوا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "جس نے تم کو جوڑا اس سے جوڑوں گا اور جس نے تم کو کاٹا اس سے کاٹوں گا"

جب اسلام صلہ رحمی پر اتنا زور دیتا ہے تو اس کی کڑیوں کو مضبوط کرنے اور ان کو ان تمام چیزوں سے بچانے کی طرف بھی توجہ دیتا ہے جو صلہ رحمی کی عمارت کو کمزور کریں، اس سے اس کا منشا یہ ہے کہ ایسی بنیادیں قائم ہوں جن سے معاشرہ کا نظام اور اس کی سرگرمیاں ترقی کریں، یعنی ایک دوسرے کے تعاون کی فضا قائم ہو، خاندان، جماعت، کمزوروں کے حقوق کا خیال، جماعت کے اموال کی حفاظت سبھی چیزوں کا لحاظ کیا جاتا ہو۔

حدیث کے ان سارے معانی کو عملی جامہ پہنانے میں بندۂ مومن کو بڑی مشکلات و دشواریوں سے گذرنا پڑتا ہے، ان چیزوں کو عملی شکل دینے میں وہ مجسمہ حیرت بن کر رہ جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک آدمی نے حضور سے کہا: ہمارے کچھ رشتہ دار ہیں ان سے رشتہ کو جوڑتا ہوں اور وہ لوگ ہم سے قطع تعلق کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں اور وہ ہمارے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں ان کے برے سلوک پر میں صبر و ضبط سے کام لیتا ہوں اور وہ ہمارے ساتھ کفر ان اور جہالت کا برتاؤ کرتے ہیں، (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں) فرمایا اگر تم ایسے ہی ہو جیسا کہ بیان کر رہے ہو تو گویا تم ان کو گرم راکھ کھلا رہے ہو، اور تمہارے لئے ان کے خلاف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار مقرر ہے جب تک تم اپنی اس حالت پر رہوگے وہ تمہاری حفاظت کرتا رہے گا" بعض حضرات نے اس کی تشریح اس طرح کی کہ تم ان کے ساتھ احسان کرکے ان کو رسوا کر رہے ہو۔ اور ان کے ساتھ اپنے کثرت احسان اور اس کے جواب میں ان کے برے سلوک کے سبب ان کو حقیر بنا رہے ہو اور تم اپنے تئیں ذلت و حقارت محسوس کر رہے ہیں۔

حدیث قریبی رشتوں کے حقوق کی طرف توجہ دلاتی ہے اور اس راہ کی ساری مشکلات کے باوجود جن کا بندۂ مومن کو سامنا کرنا ہوتا ہے، اقدار اور انصاف کے باقی رکھنے پر زور دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئاً وبالوالدین احساناً وبذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً" (نساء۔ ۳۶)

اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ، اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسایوں اور اجنبی ہمسایوں اور رفقاء پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔

بندۂ مومن کو صلہ رحمی کے قائم رکھنے کے لئے بڑی دشواریوں اور مشکلات سے گذرنا پڑتا ہے اس لئے کہ اسلام کے سارے ضابطے اور ہدایات ایک ہی سرچشمہ سے نکلتی اور ایک ہی مرکز

سے جڑتی ہیں، یہ ضابطے ایک اللہ کے مالک خالق ہونے اور اسی کے لائق عبادت ہونے اور اس کی عبادت وخدائی میں کسی اور کو شریک کرنے کے مطلق حرام ہونے کے عقیدہ سے نکلتے ہیں، اس کے معاً بعد خصوصاً والدین کے ساتھ حسن سلوک کے حکم کو بتاتے ہیں، اور عمومی طور پر قریبی رشتہ داروں پھر بالترتیب دوسرے اہل حقوق کے حقوق کو بتاتے ہیں، آیت مذکورہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ نیکی کا حکم عزیزوں سے شروع ہوتا ہے خواہ عزیز خاص ہوں یا عام، اس کے بعد اس کا دائرہ دوسرے ضرورت مندوں تک پھیل جاتا ہے، اور اجتماعی [illegible] نظام سے کسی قدر آزاد ہوجاتا ہے تاکہ باہمی تعاون وحسن سلوک حکومتی دائرہ میں گھر کر نہ رہ جائے، اس لئے کہ چھوٹے چھوٹے مقامی حدود ودائرے مناسب وقت ضرورت کو جلد جان سکتے ہیں اور حقیقت حال ان پر زیادہ واضح ہوسکتی ہے۔ اور اس طرح محبت وتعاون کا یہ عمل جلد اور بروقت ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرے گا اور باہمی محبت وہمدردی کو بڑھائے گا۔[1]

حدیث کے فقہی پہلو

ابن تین کا کہنا ہے کہ ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صلۂ رحمی کرنے والے کی عمر بڑھادی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "فإذا جاء أجلهم لا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون" کے خلاف ہے حدیث اور اس آیت مبارکہ میں تطبیق دو طرح سے دی جاسکتی ہے۔ ایک تو یہ کہ عمر زیادہ ہونے سے مراد عمر میں برکت ہے اس طور پر کہ اطاعت واعمال خیر کی توفیق ملتی ہے اور وہ اپنے وقت کو ایسے کاموں میں صرف کرتا ہے جو آخرت میں نفع بخش ہوں، اس کے علاوہ چیزوں میں اپنے وقت کو ضائع کرنے سے بچاتا ہے۔

جس کی مثال وہ حدیث پاک ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری امتوں کے مقابلہ میں آپ کی امت کی عمر کم ہونے کی خبر دی گئی ہے، اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی۔ حاصل یہ کہ صلۂ رحمی نیکی کی توفیق اور معاصی سے بچنے کا سبب بنتی ہے، موت کے بعد ان اعمال خیر کی وجہ سے اس کا ذکر خیر باقی رہتا ہے، گویا کہ وہ مرا ہی نہیں، دیگر نیک توفیق کے ساتھ اس کو جو نفع بخش علم حاصل ہوتا ہے جس سے اس کو موت کے بعد بھی فائدہ پہونچتا رہتا ہے یہ اس کے لئے صدقۂ جاریہ اور اچھا جانشین ہوتا ہے۔

دوسری صورت عمر بڑھنے کی حقیقی معنی میں ہے جو ملک الموت کے علم سے تعلق رکھتی ہے جس کی طرف آیت قرآنی (یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب) (خدا جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) قائم رکھتا ہے سے اشارہ ملتا ہے۔

ان اقوال کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ تقدیر میں سے جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے، امام احمد کی روایت اسی سے ملتی جلتی ہے جو انھوں نے حضرت ثوبان سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انسان اپنے کئے ہوئے گناہوں کے سبب رزق سے محروم کردیا جاتا ہے تقدیر کو دعا ہی بدل سکتی ہے، عمر میں زیادتی نیک عمل سے ہوتی ہے"۔ اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے، ابن ماجہ نے سفیان ثوری کی حدیث بیان کی ہے۔ صحیح میں بھی روایت ہے کہ نیکی عمر کو بڑھاتی ہے۔[2]

موجودہ حالات میں حدیث سے کیا رہنمائی ملتی ہے

۱۔ صلۂ رحمی وہ بنیادی اصل ہے جو جماعت اور خاندان کو متحد رکھتی ہے اور افراد اور متعلقین میں اطمینان واعتماد پیدا کرتی ہے، معاملات اور وعدوں پر ایک دوسرے پر یقین وبھروسہ ہوتا ہے جس کے سبب مصائب وپریشانیوں میں سکون نصیب ہوتا ہے۔

۲۔ قرآن کریم نے صلۂ رحمی کو اس کی اہمیت وعظمت کو بتانے کے لئے احسان کے ساتھ ذکر کیا ہے فرمایا (إن اللہ یأمر بالعدل والإحسان وإیتاء ذی القربیٰ)[3] خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے۔

[1] فی ظلال القرآن م ۔۲
[2] فتح الباری ۔ [3] نحل ۔ ۹۰

نعت

پروفیسر طفیل احمد مدنی

نبیؐ کے عشق کی شمع فروزاں جو میں رکھتا ہوں
چراغوں سے نہیں ممکن چراغاں جو میں رکھتا ہوں
گناہوں پر ندامت، عشق احمدؐ، بندگی رب کی
میسر کافروں کو کب یہ ساماں جو میں رکھتا ہوں
لگا سکتے ہیں بس اہل جنوں ہی اس کا اندازہ
شب تاریک میں صبح درخشاں جو میں رکھتا ہوں
سمجھ سکتا نہیں اس کو کوئی ناآشنائے غم
محبت کی خلش نزد رگ جاں جو میں رکھتا ہوں
سنو! حمد خدا و نعت پیغمبرؐ بڑی شئے ہے
یہی ہے حاصل ایمان وعرفاں جو میں رکھتا ہوں
بجھا دے گی یقیناً آتش دوزخ کو بھی فوراً
محبت میں نبیؐ کی چشم گریاں جو میں رکھتا ہوں
طفیل احمد خدا کا شکر ہے احسان ہے اس کا
کہاں سے لائے گا کافر یہ ایماں جو میں رکھتا ہوں

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● [illegible] عرب کی جانب سے دنیا کے مختلف ملکوں میں ۱۰ اسلامی ریفریشر کورس برائے علماء ومبلغین ترتیب دیئے جارہے ہیں اس سلسلہ میں سعودی وزیر برائے اسلامی امور نے اپنے ایک اخباری بیان میں بتایا کہ مستقبل قریب میں اس قسم کے تین کورس یوگنڈا، جرمنی اور پاکستان میں منعقد کئے جائیں گے، دیگر سات کورس ماسکو، قورکی (روس)، قزاقستان، فاران، البانیا، وینز ویلا اور نیروبی میں منعقد کئے جائیں گے انھوں نے کہا کہ یوگنڈا میں منعقد ہونے والے پہلے کورس میں ۱۳۰ داعی اور مبلغین شرکت کررہے ہیں جن کا تعلق یوگنڈا تنزانیہ، مزنبیق، زمبابوے اور برونڈی سے ہوگا دوسرا کورس پاکستان میں منعقد ہوگا، جس میں پاکستان افغانستان سے ۱۴۰ داعی اور مبلغین شرکت کریں گے جبکہ تیسرا کورس جرمنی میں رکھا جائے گا جس میں جرمنی، برطانیہ، فرانس کے علاوہ یورپ کے تمام دیگر ممالک سے ایک سو داعی شریک ہوں گے۔

● جنوبی افریقہ کے ملک "بریٹیریا" کی عدالت عالیہ کی خاتون جج اسلام سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا ہے اور اپنا اسلامی نام سارہ رکھ لیا ہے، اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے بتایا کہ وہ اس دین حق کی نشر واشاعت اور تبلیغ کے لئے ہر ممکن جدوجہد کرتی رہیں گی اور اسلام کی دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں جنوبی افریقہ کی سیاہ فام اقلیت ان کی کوششوں کا خصوصی مرکز ہوگی قابل ذکر بات یہ ہے کہ بریٹیریا کی مسلم اقلیت میں اسلامی بیداری کی لہر موجود ہے اور رابطہ عالم اسلامی نے بھی اس سلسلہ میں کافی کوشش کی ہے۔

● اسلامی ماہرین کی کمیٹی نے جدہ میں اپنے اجلاس میں عالم اسلام کے لئے ٹیلی ویژن کا سیٹلائٹ چینل قائم کرنے کی پرزور سفارش کی ہے، ماہرین کے مطابق اس چینل سے خبروں اور مذہبی پروگراموں کے علاوہ اسلامی ملکوں کی ثقافت، معیشت اور ترقی کی سرگرمیوں کے بارے میں پروگرام ٹیلی کاسٹ کئے جائیں گے۔

● ترکی کے شہر استنبول کے مرکزی میدان میں تقریباً ۵ لاکھ دینی مدارس کے طلباء اور علماء کا عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا جس میں ترکی کے تقریباً تمام دینی جماعتوں کے نمائندوں نے شرکت کی اس اجتماع کے تمام شرکاء نے حکومت سے مطالبہ کہ وہ ان دینی مدارس پر پابندی عائد کرنے یا ان کے اختیارات کو محدود کرنے کے خیال کو ترک کردے کیونکہ یہی وہ مدارس ہیں جن کے فارغ طلباء اب پارلیمنٹ کے ممبر ہیں اور جن کی تعلیمی خدمات کی بدولت ترکی میں تعلیم کا معیار بہ نسبت دیگر پڑوسی اسلامی ملکوں کے بلند ہوا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ اب اس اجتماع کے ذریعہ حکومت مدارس کے سلسلہ میں جو بل لانا چاہتی اس کی حمایت نہیں کرے گی۔

تعمیر حیات
اپنی نئی نسلوں کو عالمی حالات سے باخبر رکھنے کیلئے تعمیر حیات کے مطالعہ کی ترغیب دیجئے

قنوج کے قدیم مشہور ومعروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ واعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون: ۳۴۴۴۵
محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی
آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج